In The Defense OF

CHRISTIANITY

By
Allama Mulawvi Imad-ud-Din Lahiz

علامہ مولوی عماد الدین لاہز

مولوی عماد الدین صاحب پانی پتی حال وارد لاہور نے جو کہ اپریل سن ۱۸۶۶ء میں بعد تحقیقات کامل کے عیسائی ہوگئے ہیں۔ یہ کتاب طالبان حق کے لئے خصوصاً اُن مولوی صاحبان کے واسطے جو کہ دین اسلام پر بھروسہ کر کے بے فکر بیٹھے ہیں اسی سنہ میں تالیف کی اور باوجود بہتوں نے اسکے نہ جاری ہونے میں سخت کوشش کی تو بھی فضل الٰہی سے لاہور میں چھپ گئی تھی

الہ آباد
مطبع مشن پریس میں چھاپی گئی
سنہ ۱۸۷۰ء

Allama Mulawvi Imad-ud-Din Lahiz

تحقيق الايمان

Urdu
Feb.08.2006
www.muhammadanism.org

فہرست کتاب

کتاب

تحقیق الایمان

الحمد اللہ

سب طرح کی حمدوثنا اُس خدائے واحد لا شریک اور قادر مطلق رحیم وعادل کو زیبا ہے جس نے انسان کو فاعل مختار پیدا کرکے صراط مستقیم کی تلاش کرنے کو ارشا دکیا۔ اور اُس کے ڈھونڈنے والوں کو اپنے فضل سے ایسی عقل بخشی کہ اگر چاہیں توہر ایک نیک وبد میں تمیز کرسکیں۔ پھر گنہگاروں اور خطاکاروں کے واسطے ایک خوشخبری بوسیلہ سابقین اور متاخرین کے ایسی تسلی بخشی نازل کی کہ جب مخطی وعاصی بتوجہ تمام اور خوض تام اس کو پڑھیں یا بگوش ہوش سنیں اور اعتقاد لائیں تو راہ مستقیم جو باعث نجات ہے اُن کو معلوم ہوئے۔

میں بندہ کمترین عمادالدین پانی پتی ناظرین اس رسالہ کے خدمت میں التماس کرتا ہے کہ بندہ بیس برس ے اپنے خالق کی مرضی کی تلاش میں ہے اسی شوق میں کتب عربیہ اسلام کی حقیقت اوراصول وفروغ کے دریافت کرنیکے واسطے اکبر آباد میں جاکر گورنمنٹ کالج کی عربی وفارسی کی اول جماعت میں پوری معیاد تک پڑھا۔ اور صوفیہ کی خدمت میں بھی رہے کر مدت تک تعلیم پائی۔بعد ازاں اکبر آباد کی بادشاہی جامع مسجد میں قرآن وحدیث کا وعظ ونصیحت تین برس تک کرتا رہا اورکچھ عرصہ تک شہر قرولی میں بھی جاکر مقیم رہا وہا ں پر بھی درس تدریس اورشغل اشغال اورورد وظائف بطریقہ صوفیہ ادا کئے۔

الغرض کئی جگہ کے سفر کے بعد اب لاہور کے مدرسہ تعلیم المعلمین میں ایک مدرس مقرر ہوکر آیاہوں یہاں آکر چند عیسائیوں سے بابت حقیقت دین اسلام گفتگو ہوئی۔اسی واسطے چند کتابیں اپنے مذہب اسلام کی جو عیسائیوں کی تردید میں لکھی گئی ہیں بلاتعصب غور سے پڑھیں اوربعض مولویوں اورعیسائیوں سے زبانی گفتگو بھی کی مگر بعد نہایت غوروتامل اوربحث وتکرار کے دین اسلام کی طرف بہت قوی شک پڑگیا اورایسا معلوم ہوا کہ عیسائی لوگ ضرورسچ کہتے ہیں کیونکہ کوئی قوی دلیل ہمارے مسلمان بھائیوں کے پاس واسطے ثبوت نبوتِ محمد کے نظر نہیں آتی۔اورضعیف دلیل

سے جو بات ثابت کی جائے اُس پر بھروسہ کرکے اپنے بیش بہا ایمان خراب نہیں کیا جاتا۔ اس لئے میں نے دینِ عیسائی اختیارکرلیا۔ اب اہلِ علم مسلمانوں کی خدمت میں یہ عرض کرتاہوں کہ اگر ممکن ہو تو یہ اعتراضات دفع کریں تاکہ اسلام کی حقیقت ثابت ہوجائے اورمسلمانوں کے کام آئے نہیں تو خود بھی یہ راہ راست قبول کریں۔ لہذا یہ رسالہ لکھا گیا اوراپنی تحقیقات اس رسالہ میں درمیان ایک مقدمہ اور دوباب اورایک خاتمہ کے بیان کی گئی اورنام اس کا " تحقیق الایمان" رکھا گیا۔ اگرکوئی صاحب اس کا جواب لکھنا چاہے تو بہتریوں کہ لکھ کر چھپوادیں ورنہ نسخہ قلمی ہے میرے پاس شہر امرتسر میں حاضر ہوں ارسال کریں لیکن اس مباحثہ میں چند قواعد مدعی ہیں جواب میں بھی اگراُن کی رعایت رہے تو بہت ہی مناسب ہوگا اورجواب الجواب میں بھی کمترین کو زیادہ توضیح کی ضرورت نہ رہیگی کیونکہ اُن قواعد کو تحقیق کے واسطے پہلے سے ماننا واجبات سے معلوم ہوتا ہے اوروہ یہ ہیں۔

۱۔ جو نقصان یا عیب جانبین میں پایا جائے یعنی محمدیوں اور عیسائیوں میں وہ عیب یکساں ہو تو وہ ایک جہت کے واسطے موجب بطلان مذہب تصورنہ کیا جائے گا بلکہ اُس کو عیب ہی نہ سمجھینگے کیونکہ جانبین کے نزدیک مستبجسن ہے۔

۲۔اگر کوئی عبارت قرآن کی یا کتبِ الہامیہ کی اگر چند معنی رکھتی ہو تو وہ ایک مطلب کے واسطے دلیل قطعی نہ ہوسکیگی خصوصاً مخالف کے سامنے۔

۳۔نہایت تکلف اورتاویلات کرکے جو مطلب نکالا جائے گا وہ قابلِ پذیرائی جانبین کے نہ ہوگا۔

۴۔ عبارات متشابہات پر جو جانبین کی کتابوں میں موجود ہیں اعتراض نہ کیا جائے گا کیونکہ وہ احامہ عقل انسانی سے خارج ہیں اُن کے معنی سوائے خدا کے اورکوئی نہیں جانتا۔

۵۔ اگرکسی امر کو ایک فرقہ کے لوگوں کی عقل کسی طرح تجویزکرے اورجانبین کی کتابیں جوالہامی خیال کی جاتی ہیں اُس تجویز کے خلاف بیان کریں تو وہ امر اُس فرقہ کےطورپر نہیں بلکہ اُن کی کتابوں کے بیان کے طورپر تسلیم کیاجائے گا۔

۶۔ ہر ایک مذہب میں کئی کئی فرقے ہوتے ہیں اگرچہ وہ مسائیل جزیہ میں باہم اختلاف رکھتے ہوں توبھی

جس وقت اُن کی اصل کتاب اوراُن کے نبی کے ثبوت کی جائے گی تو مخالف کو ضروراُن سب کی تقریریں اوران سب کے دلائل جن سے وہ اپنی کتاب اوراپنے نبی کو ثابت کرتے ہیں سننے لازم ہونگے تاکہ اُن سب کے بیانات سے اُس کتاب اوراُس نبی کی صداقت یا عدم صداقت ثابت ہو۔

مقدمہ

اس امر کے بیان میں کہ تحریف جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے اُس کے کیا معنی قرآن سے ثابت ہوتے ہیں اورکتب مقدسہ میں اُس معنی سے پائے جاتے ہیں یا نہیں۔ اگر تحریف ہوئی ہے تو بیشک وہ کتابیں قابل توجہ نہ رہینگی اورجو نہیں ہوئی تو ناحق خدا کی پاک کتابوں کو جو حقائق ومعارف سے مالامال ہیں اورانسان کا چال چلن درست کرتی ہیں ہم لوگ محرف خیال کرکے پھینک نہ دیں ورنہ سخت قباحت لازم آئیگی پس واضح ہو کہ قرآن میں سورہ بقر کے دسویں رکوع کی آیت ۷۵کہ اندر لکھا ہے وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلاَمَ اللّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِن بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ "یعنی تحقیق تھا اُن میں سے ایک فرقہ کہ سنتا تھا کلام خدا کو۔ پھر بدل ڈالتے تھے اُس کو دیدہ ودانستہ۔

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دیدہ ودانستہ اُن کتابوں میں تحریف ہوتی تھی۔ اس لئے ہم پر لازم ہوا کہ تحریف عمدی اُن کتابوں کی ثابت کریں ورنہ دعویٰ غلط ٹھہریگا۔ اورایمان میں بڑا نقصان آئے گا ۔پس ثبوت تحریف کی بابت

جو جو دلائیل محمدی مذہب کے علماء نے استفسار وازلا اوہام اور اعجازِ عیسوی وغیرہ میں لکھے ہیں خوب غور سے دیکھے اور عیسائیوں کے سامنے پیش بھی کئے لیکن اُنہوں نے اُس کے جواب ایسے شافی دئے کہ ہمارے سب دلائل ردہوگئے اور قابلِ بھروسہ کے نہ رہے اس کا بیان بڑا علول علول ہے اس لئے ایک جدی کتاب اس بحث میں لکھی جاتی ہے مگر اجمالی جواب جو اُن سب دلائل کے ضعف کا باعث ہے اس رسالہ میں لکھا جاتا ہے۔

سویہ ہے کہ کتاب استفسار اور ازالہ اوہام میں ثبوت تحریف کےلئے ترجموں کا اختلاف پیش کیا گیا ہے اُس کا جواب یہ ہے کہ سب اہل علم جانتے ہیں کہ کتاب میں بعض مقاموں پر الفاظ مشترکہ یا وہ عبارات جن کے چند طرح پرمعنی ہوسکتے ہیں ہوا کرتے ہیں ترجمہ کےوقت جس مترجم کی رائے میں جومعنی درست معلوم ہوتے ہیں وہ بیان کرتا ہے علاوہ ازیں اختلاف قرات بھی ہوا کرتا ہے اس لئے ترجموں میں بھی بعض الفاظ کا اختلاف پڑجاتا ہے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ اکبرنامہ ایک فارسی زبان میں کتاب ہے اگرہم چند مترجموں کو کہیں کہ اس کا ترجمہ اردو میں کردو تو ضرور ہے کہ سب مترجم یکساں ترجمہ نہ کرینگے بلکہ الفاظ مشترکہ یا اختلاف قرات کی جہت سے کسی کسی جگہ اُن کے ترجموں میں بھی اختلاف ہوجائے گا اس سے یہ الزام نہیں آتا کہ اکبرنامہ محرف ہے غرضیکہ اختلاف ترجموں کا موجب تحریف اصل کتاب نہیں ہوسکتا ۔ ان سب کتابوں کے بعد ڈاکٹر وزیر خان نے ثبوت تحریف میں ایک کتاب اعجازِ عیسوی چند انگریزی کتابوں سے جس کی عبارت مولوی رحمت اللہ نے درست کی تالیف کی ہے راقم نے اُس کو بھی بہت سے غور سے دیکھا اور اُس کا حال پہلے سے بھی کمترین کو اچھی طرح معلوم تھاکیونکہ وقت تالیف اُس کتاب کے بندہ مصنف کے پاس اکبرآباد میں موجود تھا اور رات دن اُن کے گھر میں رہا اُس کی تالیف کا حال دریافت کرتا تھا۔الغرض وہ کتاب بھی ثبوت تحریف کے واسطے دلیل شافی نہیں ہے اگرچہ اُس کا جواب تفصیلی جدا لکھا جاتا ہے تاہم اس رسالہ میں اجمالاً اُس کا بیان بھی کرنا مناسب ہے وہ یہ ہے کہ توریت کی نسبت قطع نظر اور دلائیل کے یہ دلیل کا حضرت عیسیٰ نے اُس پر گواہی دی اور اُس کو ہاتھ میں لے کر پڑھا ہے پر اُس کو منحرف نہیں بتایا ہمارے واسطے کافی وشافی دلیل ہے اور

مسیح نے یہ بھی کہا ہے کہ اُس کا ایک شوشہ نہ ٹلیگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو۔اب اگر کوئی کہے کہ بعد حضرت عیسیٰ کے اُس میں تحریف ہوئی یہ دعویٰ بھی قابل سماعت نہیں ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ سے پہلے تو صرف یہودی اُس کے حامی اورمحافظ تھے بعد میں حضرت عیسیٰ کے اُس کتاب کے محافظ دو فرقے ہوگئے یعنی یہودی اور عیسائی جوباہم مخالف اورجانی دشمن ہیں۔ اب اگریہودی یہ کام کرتے ہیں تو عیسائی شورمچاتے اوراگر عیسائی تحریف کرتے ہیں یہودی غل مچاتے حالانکہ وہ دونوں اس امر کے محال ومتعسر خیال کرتے ہیں۔

رہی انجیل سواُس کی نسبت اعجازعیسوی کے مقصد سوم میں چارفصلوں کے اندرتحریف ثابت کی گئی ہی لیکن اُن چاروں فصلوں کے مضمون سے تحریف ثابت نہیں ہوسکتی کیونکہ پہلی فصل میں اُن کتابوں کے نام بتلائے ہیں جو صدیوں کے اوایل میں اناجیل ونامجات کرکے مشہور تھیں اوراب وہ مروج نہیں ہیں یعنی جعلی کتابیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ البتہ یہ کتابیں بھی تصنیف ہوئی ہیں سبب اس کا یہ تھا کہ جب حواریوں نے انجیل کو جاری کردیا اور ہزارہا آدمی عیسائی ہوگئے تو بعض لوگوں نے ان اناجیل کے کچھ مطالب اخذ کرکے اورکچھ اپنے ذہن کے مطالب جوالہام سے نہ تھے اگرچہ خلافِ ان اناجیل اربعہ کے بھی نہ تھے اُس میں داخل کرکے بعض مقدسوں کے نام سے لوگوں کو دیدی تھی مگر تحقیق کے وقت محققین واجماع امت نے اُن کو تسلیم نہ کیا کیونکہ کلامِ الہٰی کے ساتھ اُن کا مقابلہ کرنے سے اُن کی موضوعیت ظاہرہوگئی پس جو کتابیں حواریوں سے دست بدست چلی آئی تھیں اُنہیں کو الہامی جانا اُن موضوعات غیر معتبرہ پر توجہ نہ کرکے اُن کو رواج نہ دیا اورتاکہ کوئی معترض اعتراض نہ کرے اس لئے اکثراُن کتب ونامجات کو اپنے بڑے بڑے کتب خانہ میں آج تک جمع رکھیں۔ چنانچہ اس قسم کی کتابیں ولایت کے کتب خانہ میں ابھی موجود ہیں اس دلیل سے تحریف ثابت نہیں ہوتی۔

اورجو یہ دلیل ثبوت تحریف کے واسطے کافی سمجھی جائے توپھر اس کا کیا جواب ہے کہ ہزارہا احادیث جواہلِ اسلام نے پہلی ودوسری صدی میں بناکر محمد کے طرف منسوب کی تھیں جن کو محدثین نے موضوع اور باطل سمجھ کر کتب احادیث سے خارج کردیا اورکئی کتابیں

موضوعات کی آج تک پائی جاتی ہیں بلکہ کئی فرقوں کے لوگ اُن موضوعات پر آج تک عمل بھی کر رہے ہیں چنانچہ صوفیہ وغیرہ کے فرقہ میں صدہا حدیث موضوعہ جاری ہیں۔

سوائے اس کے خود قرآن کا یہ حال ہے کہ ایک قرآن تو زید بن ثابت نے جمع کیا تھا اور ایک سابق میں خلیفہ ابوبکر نے جن کو وہ خلیفہ عثمان نے جلادیا۔ اور متفرق اوراق جو پیشتر اس قرآن کے جاری تھے اور منسوب بآنحضرت بھی تھے اور اُن کے لکھنے والے بھی اصحاب ہی تھے بلکہ خلیفہ ابوبکر جیسا معتبر شخص اُن کا جامع تھا وہ سب جلائے گئے اور شیعہ لوگ لڑتے ہی رہ گئے کہ ہمارے علی کی تعریف کی آیات نہ نکالو بلکہ آج تک سورہ احزاب کے پورا نہ ہونے کے قائل ہیں۔ اور دبستان المذاہب میں لکھا ہے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ بہت سی سورتیں قرآن میں لکھی نہیں گئیں۔ ازانجملہ ایک یہ سورہ بھی قرآن کی ہے کہ عثمان نے قرآن میں درج نہیں کی اور وہ یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ *

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا آمِنُوْا بِالنُّوْرَيْنِ اَنْزَلْنَاهُمَا يَتْلُوْانِ عَلَيْكُمْ آيَاتِيْ وَ يُحَذِّرَانِكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ * نُوْرَانِ بَعْضُهُمَا مِنْ بَعْضٍ وَاَنَا السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ * اِنَّ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فِيْ آيَاتٍ لَهُمْ جَنَّاتُ نَعِيْمٍ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا آمَنُوْا بِنَقْضِهِمْ مِيْثَاقَهُمْ وَمَا عَاهَدَهُمُ الرَّسُوْلُ عَلَيْهِ يُقْذَفُوْنَ فِى الْجَحِيْمِ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ وَ عَصَوُا الْوَصِيَّ الرَّسُوْلَ اُولٰئِكَ يُسْقَوْنَ مِنْ حَمِيْمٍ * اِنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ نَوَّرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِمَا شَاءَ وَاصْطَفٰى مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّسُلِ وَ جَعَلَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اُولٰئِكَ فِيْ خَلْقِهٖ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ بِرُسُلِهِمْ فَاَخَذْتُهُمْ بِمَكْرِهِمْ اِنَّ اَخْذِيْ شَدِيْدٌ اَلِيْمٌ * اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَ بِمَا كَسَبُوْا وَ جَعَلَهُمْ لَكُمْ تَذْكِرَةً فَلَا تَتَّقُوْنَ * وَ فِرْعَوْنَ بِمَا طَغٰى عَلٰى مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ هٰرُوْنَ اَغْرَقْنَاهُ وَ مَنْ تَبِعَهٗ اَجْمَعِيْنَ * لِيَكُوْنَ لَكُمْ آيَةً وَ اِنَّ اَكْثَرَكُمْ فَاسِقُوْنَ * اِنَّ يَجْمَعُهُمْ فِيْ يَوْمِ الْحَشْرِ

فلا يستطيعون الجواب حين يسئلون * ان الجحيم ماويهم و ان الله
عليم حكيم * يا ايها الرسول بلغ انذاري فسوف يعلمون *
قد خسر الذين كانوا عن آياتي و حكمي معرضون * مثل الذين
يوفون بعهدك اني جزيتهم جنات النعيم * ان الله لذو مغفرة و
اجر عظيم * و ان عليا من المتقين * و انا لنوفيه حقه يوم الدين *
ما نحن عن ظلمه بغافلين * و كرمناه على اهلك اجمعين * فانه
و ذريته لصابرون * و ان عدوهم امام المجرمين * قل للذين
كفروا بعد ما آمنوا طلبتم زينة الحيواة الدنيا واستعجلتم بها و نسيتم
ما وعدكم الله و رسوله و نقضتم العهود من بعد توكيدها و قد ضربنا
لكم الامثال لعلكم تهتدون * يا ايها الرسول قد انزلنا اليك آيات بينات
فيها من يتوفيه مومنا و من يتوله من بعدك يظهرون فاعرض عنهم انهم
معرضون انا لهم محضرون في يوم لا يغني عنهم شئ و لا هم يرحمون
ان لهم في جهنم مقاما عنه لا يعدلون فسبح باسم ربك و كن من
الساجدين و لقد ارسلنا موسى و هارون بما استخلف فبغوا هرون

فصبر جميل فجعلنا منهم القردة والخنازير و لعنا هم الى يوم يبعثون
فاصبر فسوف يبصرون و لقد آتينا بك الحكم كالذين من قبلك
من المرسلين و جعلنا لك منهم وصيا لعلهم يرجعون * و من يتول
عن امري فاني مرجعه فليتمتعوا بكفرهم قليلا فلا يسئل عن الناكثين *
يا ايها الرسول قد جعلنا لك في اعناق الذين آمنوا عهدا فخذه و كن
من الشاكرين ان عليا قانتا بالليل ساجدا يحذر الاخرة و يرجو ثواب
ربه قل هل يستوي الذين ظلموا و هم بعذابي يعلمون ط سيجعل
الاغلال في اعناقهم و هم على اعمالهم يندمون * انا لبشرناك بذرية
الصالحين * و انهم لامرنا لا يخلفون فعليهم مني صلوٰة و رحمة احياء
و امواتا يوم يبعثون * و على الذين يبغون عليهم من بعدك غضبي
انهم قوم سوء خاسرين * و على الذين سلكوا مسلكهم مني رحمة
و هم في الغرفات آمنون * والحمد لله رب العالمين *

دیکھو شیعوں کےقول کے موافق اتنی بڑی صورت سنیوں نے قرآن سے نکال ڈالی ہے جس میں سراسر علی کی تعریف لکھی ہے اوراسکی عبارت اورکلام کا طرزقرآن کے مانند ہے کوئی اس کا انکارنہیں کرسکتا۔اورغنیتہ الطالبین میں بابت عقائد فرقہ میمونیہ کے لکھاہے کہ ان سورہ یوسف لیست من القرآن یعنی فرقہ میمونیہ کے مسلمان قائل ہیں کہ اس

بات کے کہ سورہ یوسف قرآن میں سے نہیں ہے۔بھلا اب اگرکوئی کہے کہ خلیفہ عثمان نے وہ متفرق اوراق اورابوبکر وزید کا قرآن کیوں جلادیا اورمحدثین نے وہ ہزارہا احادیث غیرمعتبر سمجھ کر صحاح سے کیوں خارج کردیں تو ہمارے پاس یہی جواب ہے کہ وہ قرآن درست تھااور وہ احادیث موضوعہ تھیں اُن کے جاری کرنے سے اسلام میں خرابی آتی۔

یہی بات عیسائی کہتے ہیں کہ اُن جعلی کتابوں کو جو بعد ان اناجیل اربعہ کے لکھی گئی تھی ہمارے محقیقین وائمہ متقدمین نے الہامی نہیں پایا اس لئے اُن کا رواج ترک کیا۔ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ مسلمانوں نے تواپنی موضاعات کو جلادیا عیسائیوں نے آج تک اُن کتب کو سنداًولایت کے کتب خانہ میں محفوظ رکھا تاکہ معترض دیکھ کر اپنی تسلی کرے اگریہ انجیل کی تحریف کی دلیل ہے تویہی قرآن کی تحریف کی بھی دلیل ہوسکتی ہے۔پس بموجب قاعدہ اول کے یہ تقریر قابل توجہ کے نہیں ہے۔

دوسری فصل میں انجیل کا الحاق بیان کیا ہے اوراس ثبوت میں گیارہ مقام پر سہوکاتب یااختلافات قرات نظیرگذارنی ہیں ۔یہی گیارہ مقام پادری فنڈرصاحب نے دینی مباحثہ کے اختتام میں بیان کئے تھے جس پرلوگوں نے مشہور کیاکہ پادری صاحب نے گیارہ مقام پر تحریف قبول کرلی ہے حالانکہ یہ مقام ایسے ہیں کہ مفسرین انجیل مثل ہارن صاحب اوراسکاٹ وشوازاورگریسباخ وغیرہ سب ان مقاموں کی تشریح کرتے آئے ہیں اوران مقاموں پر سہو کاتب ہونے سے کوئی مطلب انجیل کا نہیں بگڑا اورجوبھی سہوکاتب تحریف کی دلیل اورکتاب غیر معتبر ہونے کی حجت ہے تو چاہیے کہ سارے جہان کی سب کتابیں خواہ مذہبی ہوں خواہ دنیاوی غیر معتبر سمجھی جائیں کیونکہ یہ بات ہر کتاب میں موجود ہے بلکہ قرآن میں اس سے زیادہ پائی جاتی ہے۔

ناظرین کوچاہیے کہ وہ مقام جہان پر سہوکاتب ہے پہلے غور سے دیکھا لیں پھر انصاف کریں اورکہیں کہ کونسی تعلیم انجیل کی بدل گئی ہے۔

متی کی انجیل میں چارسہوکاتب ہیں

اول۔٦باب کی ١٣آیت میں ہے "کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرا ہی ہے"۔ معلوم نہیں کی یہ

عبارت مصنف کی ہے یا حاشیہ ہے کیونکہ بعض یونانی نسخوں میں ہے اوربعض میں نہیں۔

دوم۔ ۱۲باب کی ۸آیت میں" لفظ بھی میں اختلاف علماء کا ہے۔

سوم۔۱۹باب کی آیت ۱۷میں ۔" توکیوں مجھے اچھا کہتا ہے کوئی اچھا نہیں مگرایک یعنی خدا۔یہ عبارت شولز کے نزدیک درست ہے گریسباخ کہتاہے کہ یہ چاہیے کہ توکیوں مجھ سے نیکی کی بابت پوچھتا ہے۔

چہارم۔ ۲۸باب آیت ۳۵" تاکہ جو نبی کی معرفت کہا گیاتھا پوراہو کہ اُنہوں نے میرے کپڑے آپس میں بانٹ لئے اورمیرے کرتے پر قرعہ ڈالا۔یہ عبارت یوحنا ۱۹باب آیت ۲۴ سے نقل کرکے یہاں لکھی گئی ہے۔

مرقس کی انجیل

اس میں کوئی سہوکاتب لائیق بیان کے نہیں ہے مولف اعجازعیسوی کوبھی باوجود نہایت تلاش کے کہیں نہ ملا۔

لوقا کی انجیل میں ایک مقام ہے

۷باب کی ۳۱آیت اورخداوند نے کہا ۔ شاید یہاں پر قال محذوف تھا۔

اعمال میں ۵ مقام ہیں

اول۔۸باب آیت ۳۸

دوم۔۹باب آیت ۵، ۶ میں لفظ" پینے کی کیل پر لات مارنا تیرے لئے مشکل ہے اوراُس نے کانپتے اورحیران ہوکے کہا اے خداوند توکیا چاہتا ہے"۔

سوم۔۔۱۰باب آیت ۵، ۶، میں " تجھ کو بتلائیگا جوکچھ کہ کرنا تجھ پرواجب ہے۔

چہارم۔۱۶باب آیت ۷ میں" لفظ روح کی جگہ روح عیسیٰ لکھا ہے۔

پنجم۔۔۲۰باب آیت ۲۸میں" خدا کی جگہ خداوند ہے۔

یوحنا کی انجیل میں ۴ مقام ہیں

اول۔ ۵باب آیت ۴" کیونکہ ایک فرشتہ ۔۔۔۔۔ہوجاتا تھا تک۔ یہ عبارت یا توتفسیرکی ہے یا صحیح ودرست ہے۔

دوم۔ ۷باب آیت ۵۳میں " اورہر ایک اپنے گھر کوگیا۔

سوم۔۸ باب آیت ۱ سے ۱۱ تک۔

چہارم۔۸ باب آیت ۵۹ میں" اوریوں چلا گیا۔

رومیوں کا خط

اول۔ ۸ باب آیت ۱" اورجسم کے طورپر نہیں بلکہ روح کے طورپر چلتے ہیں۔ یہ عبارت مشکوک نہیں بلکہ اسی بات کی آیت ۴ سے لےکرکاتب نے مقدم کردی ہے۔

دوم۔۱۶باب آیت ۲۵ سے ۲۷ تک۔بقول گریسباخ باب ۱۵ کے شروع سے موخر ہوکر لکھی گئی ہے اور بقول شولزدرست ہے اپنے مقام پر۔

پولوس رسول کا پہلا خط کرنتھیوں کو

۱۰باب آیت ۲۵" زمین اوراُس کی معموری خداوند کی ہے۔

پولوس کا خط افسیوں کو

۵باب آیت ۲۱میں" لفظ خدا ولفظ مسیح میں اختلاف ہے۔

پولوس کا پہلا خط تمطاؤس کو

۳باب آیت ۱۶ میں " لفظ خدااورلفظ وہ میں اختلاف ہے۔

یعقوب کا خط

۲باب آیت ۱۸ میں" لفظ بغیرولفظ ساتھ میں اختلاف ہے۔

یوحنا کا پہلا خط

۵باب آیت ۷ میں " جوآسمان پرگواہی دیتے ہیں باپ اورکلام اورروح القدس اوریہ تینوں ایک ہیں اورتین ہیں۔

مکاشفات

۸باب آیت ۱۳ میں" لفظ فرشتہ اور لفظ عقاب کا اختلاف ہے۔

ان کے سوااورکہیں کوئی سہوکاتب لائق بیان نہیں ہے وزیر خان کو بھی باوجود مخالفت نامہ کے نہ ملا۔دانا لوگ جانتے ہیں کہ یہ علمائے عیسائیہ کی دیانتداری کی بڑی دلیل ہے کہ اُنہوں نے سہوکاتب کو بھی نہ چھپایا بلکہ یہ سہوکاتب کے بیان کردینے سے عیسائیوں کو مسلمانوں پر دیانت کےباب میں ایک طرح کی فوقیت حاصل ہوئی کیونکہ جب مسلمانوں نے خلیفہ عثمان کے عہد میں مختلف نسخے قرآن کے جمع کئے تھے تواسے قسم کے بہت سے اختلافات قرآنوں میں بھی پائے گئے تھے اوریہ اختلاف رفع کرنے کو عثمان نے

قرآن جمع کیا تھا پس اُنہوں نے بموجب اپنی رائے کے ایک نسخه مرتب کرلیا اوراختلافات نسخوں کوجلادیا۔ اُنہوں نے اپنے اختلافات نسخوں کو ہمارے دکھلانے کے واسطے لکھ رکھا ۔۔۔ بعض لوگ کہتے ہیں که تمسک وغیرہ کاغذ میں اگر ذرا سی بھی غلطی یا شبہه پایا جائے تو وہ قابل اعتبار نہیں رہتا۔ اس کا جواب الزام یه ہے که سورہ احزاب کی تکمیل میں شک پایا جاتا ہے چاہے که وہ قابل اعتبار نه رہے اورکل قرآن میں اُن اختلافات کی جہت سے جوجلائے گئے شک پایا جاتا ہے چاہے که قرآن قابل اعتبار نه رہے اوراب بھی قرات کی کتابوں میں دیکھو که صدھا لفظ کا اختلاف قرات قرآن میں پایا جاتا ہے جیسے یدون وتدون یوعدون وتوعدون مرقع وملعب یرتع وتعلب ملک مالک ملاک قلی وکلی وغیرہ پس چاہے که قابل اعتبار نه رہے ۔اورجو یه کہو که قرآن ہفت قرات میں نازل ہوا تو مخالف اس بات کو نه سنیگا کیونکه قرآن میں یه نہیں لکھاکه وہ ہفت قرآن میں نازل ہوا ہے یه بات حدیث میں آئی ہے اوراحادیث اُن پانچ دلیلوں سے نامعتبر ہیں جو فنڈرصاحب نے میزان الحق میں بیان کی ہیں اورجن کوتم آج تک رد نہیں کرسکے۔اوریه حدیث جس کے معنی ہفت قرات لیتے ہیں جلال الدین کی تفسیر اتقان میں مذکور ہے اُس نے اس کے چالیس معنی لکھے ہیں جن کے دیکھنے سے مسلمانوں کو ہفت قرات کا خیال بالکل باطل معلوم ہوتا ہے۔سوائے اس که صدقا حدیث بخاری اورمسلم میں ایسے ہیں که لفظ اوکے ساتھ راوی اپنا شک بیان کرتا ہے تو چاہیے که وہ حدیث من اوله الی آخرہ معتبر نه رہے۔ اورہزارہا جگه کتب احادیث وغیرہ کی عبارات میں مختلف نسخے حاشیه پر یا شرح میں پائے جاتے ہیں ۔پس ان کتابوں کو بھی تمسک کے مثال سے معتبر نه سمجھو۔القصه سہو کاتب موجب تحریف نہیں ہوسکتا ہاں اگر مولف اعجاز عیسوی یه بات ثابت کرتاکه عیسائیوں نے فلاں وقت عمداً فلاں عبارت یا فلاں لفظ" کتاب سے خارج کیا یا اُس میں داخل کیا تو البته یه بات قابل التفات ہوسکتی تھی۔

تیسری فصل میں انجیل کی بعض آیتوں کا ظاہری تخالف بیان کیاہے اوراکیس مقام ایسے ایسے بتلائے ہیں که ظاہراً ان میں مخالفت پائی جاتی ہے حالانکه معترض اُس کے معنی نہیں سمجھا پس یه بھی ثبوت تحریف کی دلیل نہیں ہے کیونکه اگریہی ظاہری تخالف موجب تحریف ہو توچاہئے که

قرآن میں بھی تحریف کے قائل ہوں اسلئے کہ اُس میں بھی بہت جگہ تخالف پایاجاتا ہے بلکہ اُس میں تخالف حقیقی ہے نہ ظاہری ۔پس جیسے کہ علمائے اسلام اپنی تفسیروں میں بعد تاویل تطابق کردیتے ہیں اسی طرح عیسائی بھی بعد ادنیٰ تاویل کے تطابق کردیتے ہیں چنانچہ اعجازعیسوی کے جواب مفصل میں ناظرپرسب کچھ ظاہرہوجائے گا۔

چوتھی فصل میں عیسائیوں کے تین عقیدے الٹے طوپر بیان کئے ہیں۔ یہ بحث ہے اوراسکو ثبوت تحریف سے کچھ علاقہ نہیں الغرض اُن سے بھی تحریف ثابت نہ ہوسکے اورنہ آج تک کسی نے بارہ سوبرس سے اُس کاثبوت کامل دیا۔ پس ہم دعویٰ بیدلیل بلکہ محال ومتعسر کوکس طرح تسلیم کریں۔ اگرکسی صاحب کے پاس ان دلائل کےسوااورکوئی دلیل ہوتوبامید ثواب مجھے بتلادیں کیونہ یہ ایک بڑا بھاری امر ہے مہمل دلیلوں اوربے اصل خیالوں سے اس کا ثبوت نہیں ہوسکتا۔کوئی بھی جہان میں ایسا مذہب نہیں کہ اُس مذہب والے اپنی نجات کی کتاب کو سب متفق ہوکربدل ڈالیں آج تک ساری زمین پر کہیں بھی یہ بات سنے میں نہیں آئی۔ یہ دعویٰ۔ محض بیجا معلوم ہوتا ہے ۔بھلا اب کوئی قرآن کو توبدل سکےکیا مجال ہے۔

باب اوّل

اس امر کی تحقیقات میں کہ آیا حضرت محمد نبی برحق تھے یا نہیں

واضح ہوکہ اگر دعویٰ اسلام کا یہ ہوتا کہ آنحضرت مثل اُن انبیاء بنی اسرائیل کے ایک نبی تھے جیسے کہ اگلے وقت میں بہت سے چھوٹے چھوٹے نبی ہوجایا کرتے تھے چنانچہ موسیٰ کے عہد میں ستر نبی ہوگئے تھے اوربعض وقت ایک ہی شہرمیں کئی کئی نبی پھرا کرتے تھے بلکہ اکثراُس شہر کے سب باشندوں کویہ خبربھی نہ ہوتی تھی کہ یہ شخص نبی ہے کوئی جانتا تھا کوئی نہیں ۔کیونکہ وہ انبیاء شریعت موسوی کے معاونوں کے طورپر ہوا کرتے تھے اگراسی طرح محمد صاحب بھی کتب الہامیہ کا مطیع ہوکرآپ میں روحانی تاثیر دکھلاتے تو اس صورت میں آنحضرت کے ثبوت نبوت کےلئے ہم کو زیادہ کوشش کرنا لازم نہ تھا کیونکہ ایسے نبی سے خدا تعالیٰ کے قدیمی عہد میں کوئی انقلاب لازم نہیں آتا۔برخلاف اس کے مسلمانوں کا تویہ دعویٰ ہے کہ آنحضرت خاتم المبنین اور شفیع المذنبین ہیں بلکہ تمام انبیاء سابقین کے سردارہیں اُن سے بڑا کوئی اورنبی نہیں ہوا اورنزول قرآن کے باعث تمام کتب الہامیہ جو قدیم الایام سے دیگر انبیاء کی معرفت بنی اسرائیل کو دی گئی ہیں وہ سب منسوخ ہوگئیں اب اُن کتابوں پر عمل کرنا ضرورنہیں صرف قرآن کافی ہے ہاں اُن پر اس طورپر ایمان لاؤ کہ وہ کتب الہامیہ ہیں اورخدا کی طرف سے نازل ہوئی ہیں مگراُن پر عمل نہ کروبلکہ اُن کو غیرمعتبر جانو کیونکہ اُن کے بعض احکام موقت تھے حضرت محمد کے ظہورکے بعد وہ منسوخ ہوگئے۔

یہ بہت ہی بڑا بھاری دعویٰ اسلام کا ہے اوراس سے ایک سخت انقلاب خدا تعالیٰ کے احکام اورشریعت اورعہد میں لازم آتاہے اس لئے اس کی تحقیقات بہت ہی اچھی طرح پُرکرنا لازم ہے۔

واضح ہو کہ حضرت عیسیٰ نے بھی اسی قسم کا دعویٰ کیا ہے یعنی اپنے تئیں سید النبیاء اور خاتم النبین اور شفیع المذنبین بلکہ قادرمطلق بیان فرمایا ہے مگرکتب سابقہ کی نسبت ایسا دعویٰ نہیں کیا اگرچہ شریعت کی تکمیل کردی

ہے مگر اُن کتابوں کو محرف اورمسوخ وغیرہ معتبر نہیں ٹھہرایا۔ اس حالت میں حضرت عیسیٰ کے دعویٰ میں بھی تین امر کا بیان ہوا ہے یعنی اُس کا خاتم المنبین ہونا اس کے یہ معنی کہ شریعت کا تکمیل کرنے والا اورنجات دینے والا ہے اگرچہ اُسکے بعد پولوس وغیرہ اوربھی نبی ہیں امر ختم نبوت میں منحل نہیں ہے اور ثبوت اس امر کا کتب سابقہ سے کماحقہ ہوگیا ہے۔

دوسرا امر یہ کہ وہ شفیع المذنبین اور قادرمطلق بھی ہے کیونکہ نبی شفیع المذنبین نہیں ہوتا مگر حضرت عیسیٰ نے دعویٰ کیا کہ میں ہوں بغیر میرے نجات نہیں مل سکتی اورثبوت اس کا کتب سابقہ سے بدرجہ کمال ہوگیا ہے اوراس کا چال وچلن اوراُس کی عصمت اوراُس کی تعلیم اوراُس کا مختارانہ معجزات کا ظاہر کرنا وغیرہ اموربھی اس دعویٰ کے ثبوت کی تائید قوی کرتے ہیں جن کا بیان باب دوم میں آئے گا۔ تیسرا امر یہ کہ حضرت عیسیٰ نے جو شریعت کی تکمیل کی اورکتاب کومحرف ومنسوخ نہیں بتلایا اس کا ثبوت بھی اگلی کتابوں سے ہوگیا یعنی یہ کہ وہ آئے گا اور شریعت کی تکمیل اور قربانی وختنہ بھی موقوف کریگا چنانچہ ان سب باتوں کا ذکرمعہ سندباب دوم میں آئے گا۔

پس اب دیکھو کہ جو دعویٰ سواء الوہیت کے حضرت عیسیٰ نےکیا تھا اوراُسکا ثبوت بھی اچھی طرح پُر ہوگیا ہے وہی دعویٰ آنحضرت کی نسبت مسلمان بھی کرتے ہیں اگرچہ یہ سارا دعویٰ قرآن سے ثابت نہیں ہے توبھی صدھا مردم اس پر بھروسا کرکے اطمینان سے بیٹھے ہیں۔ مسلمانوں پر دوباتیں واجب اور فرض ہیں اول تویہ کہ اپنے دعوے کہ جوبیان ہوچکا نہایت قوی اورکامل قطعی دلیل سے ثابت کریں کیونکہ ایک شخص پہلے سے یہی دعویٰ اپنے حق میں بدلایل قطعیہ ثابت کرچکا ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ نے جویہی دعویٰ اپنے حق میں ثابت کرلیا ہے اورتم اُس کی تکذیب کرتے ہو توایسے دلایل ہمارے سامنے پیش کرو کہ ہم مسیح کے دعوے کو تصدیق نہ کریں یعنی اُس کا کفارہ ہونا اور شفیع جہان ہونا نہ مانیں اورجو دلائل قطعیہ توریت سے مسیح کے دعوے پر پیش ہوئے ہیں اُن کو باطل سمجھیں اورمسیح کا مختارانہ معجزات دکھلاکر اپنے تئیں آپ شفیع قرار دینا اورانجیل کے مضامین جو اس بات پر شواہد ہیں اُن کو ہم

جھوٹ سمجھیں۔ اگر کہو کہ وہ سب کتابیں محرف ہیں تو تحریف عمدی پر بموجب دعوے قرآن کے دلائل قطعیہ لاؤ اورجو کہو کہ بالکل وہ انجیل اوروہ توریت ہی بدل گئی ہے اوریہ وہ کتابیں نہیں ہیں جو کہ اُن انبیاء پر نازل ہوئی تھیں تو اس دعوے کے ثبوت میں کوئی قوی دلیل لاؤ یا دوسری انجیل وتوریت نکال کر دکھلاؤ کہ اصل یہی ہے جب تک یہ سب کچھ نہ کرسکو توتمہارا دعویٰ باطل ٹھہریگا۔

دوسرے امر کی بابت تو مسلمان بات بھی نہیں کرسکتے مگرپہلے امر کی بابت علماء محمدیہ نے کچھ گفتگو کی ہے لیکن اُس کو بھی ثابت نہیں کرسکے عیسائیوں نے کہا تھاکہ حضرت محمد کا دعویٰ جب ثابت ہوگا تم ہم کو علامات مندرجہ ذیل حضرت محمد میں بدلایل قطعیہ او رنصوص سے ثابت کردو اول اُن کے معجزات دوسرے اُن کی پیش گوئیاں کہ اُنہوں نے خود کہی ہوں اوراُس کے مطابق ظہورمیں آئی ہوں تیسرے اُن کے حق میں انبیاء سابق کی پیش خبریاں۔ چوتھے عمدہ تعلیم اورجو اُنہوں نے لوگوں کو دی ہو اوراُس سے فریب بازی اورنفسانیت اورطمع نفسانی اُس معلم کی ظاہر نہ ہوتی۔ اُنہیں چاردلیلوں سے ہم نے سیدنا مسیح کی نسبت اُسے دعوے کو جوتم آنحضرت کی نسبت بیان کرتے ہو تسلیم کیا ہے۔

ہمارے مسلمان بھائیوں نے ان چارعلامات کو آج تک ثابت نہ کیا ہاں مولوی الحسن ومولوی رحمت اللہ نے ان کے ثبوت میں جو جو دلائل پیش کی ہیں وہ سب چار فصلوں میں مذکورہوتی ہیں۔

فصل اوّل

معجزاتِ محمدیہ کی تحقیق میں

چونکہ احادیث جو سودوسو برس بعد آنحضرت کے لکھی گئی ہیں اور راوی اوّل اُن کے آنحضرت ہی کی ازواج ودیگر اقربا وغیرہ ہیں۔ اوراُن احادیث میں بھی باہم اختلاف ہے۔ اورسب فرقوں کی متفق علیه بھی نہیں ہیں۔اوراکثر اُن میں سے قرآن کی بھی مخالف ہیں پس اس لئے بحث کے مقام میں مخالف کے سامنے وہ سب غیرمعتبرہیں۔

اسی طرح عیسائیوں کی حدیثیں بھی بحث کے مقام پر ہم معتبرنہیں جانتے پس اب ہماری حجت کتب الہامیہ سے ہے یعنی قرآن وانجیل وغیرہ سے ہوامرکا ثابت چاہیئے اورخود بھی انجیل وتوریت ہی سے سند دینگے نہ یہود ونصاریٰ کی احادیث سے جبکہ یہ بات ٹھہرگئی تو عیسائی دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت محمدمیں معجزات کی نشانی نہ تھی اگر تھی تو قرآن سے اُن کے معجزات ثابت کرو مولوی رحمت اللہ نے ازالتہ الاوہام میں ۱۳معجزے پیش کئے مگرپانچ معجزے اُن میں سے جنکی سند قرآن سے لاتے ہیں ہماری بحث میں داخل ہیں باقی آٹھ معجزے جولکھے ہیں اُن کو وہ شخص پسند کرے گا جواحادیث پر اعتبار رکھتاہوگا وہ ہماری بحث سے خارجہیں ان پانچ معجزوں کا جو قرآن سے نکالے ہیں احوال سنئے۔

پہلا معجزہ

سورہ بقرہ آیت ۲۳ میں ہے وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَى عَبْدِنَا فَأْتُواْ بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ یعنی اگر تم شك میں ہو اُس چیز سے کہ نازل کی ہم نے اپنے بندے پر تو ایك سورہ ہی اس کی مانند بنا لاؤ۔

پھر سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۸۸ میں قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَن يَأْتُواْ بِمِثْلِ هَـذَا الْقُرْآنِ لاَ يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا یعنی اگر آدمی اورجن جمع ہوکر ایك دوسرے کی مددکریں تو بھی اس قرآن کے برابر نہ بناسکینگے۔ اب مسلمان کہتے ہیں کہ قرآن کی فصاحت وبلاغت اس اعلیٰ درجہ کی ہے کہ طاقت بشری سے خارج ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ طاقت بشری سے ہرگز خارج نہیں ہے اوردلیل اُن کی یہ ہے

که اول تو تمہارے سارے فرقے اس بات پر متفق نہیں ہیں کہ ایسی عبارت کا بنانا طاقت بشری سے خارج ہو۔ چنانچہ فنڈر صاحب نے میزان الحق میں اچھی طرح اس کا بیان کیا ہے۔ علاوہ ازیں فرقہ نظامیہ کا پیشوا ابراہیم بن سیار متکلم اور رئیس معتزلوں کا جس کا حال علامہ شہرستانی نے لکھا ہے کہتا ہے کہ قرآن میں کچھ عجوبہ بات نہیں ہے صرف اُس میں یہی عجوبہ پن ہے کہ امور ماضیہ اور آئندہ کی اُسمیں خبریں ہیں اور کوئی معارض اور اُس کے برابر سورت بنانے والا جو نہ ہوا تو باعث اُس کا یہ تھا کہ عرب کے لوگوں کو جبراً یا تعجیزاً ممانعت تھی کہ وہ بات کا ارادہ کریں اگر اُن کو فرصت ملتی تو اُس کے برابر کوئی سورہ بلاغت وفصاحت اور نظم میں ویسی ہی بنا دیتے چنانچہ یہ اُس کی عبارت ہے۔ والعجب فیه من حیث الاخبار عن اسور الماضیته ولا ایته ومن جهته صرف الدواعی عن المعارض ومنع العرب عن الاہتمام به جبراً وتعجیزاً اذلو خلاہم لکانوا قادرین علی ان یاتوابسوره من مثله بلاغته وفصاحته ونظما۔ اور شہنشاہ اسماعیل نے فرقہ مزداریہ کے عقائد میں لکھا ہے کہ اہلِ اسلام کا فرقہ اس بات کا قائل ہے ان الناس قادرون علی مثل هذا القرآن فصاحته ونظما بلاغته یعنی ایسا قرآن بنانے پر انسان قادر ہے ایسی ہی بلاغت اور فصاحت اور نظم میں۔ یہ فرقہ تابع ہے عیسیٰ بن صبیح کے جس کی کنیت ابو موسیٰ اور لقب مزدار ہے اور اُس کو راہب معتزلوں کا بھی کہتے ہیں اور یہ فرقہ بسبب زھد کے اُن سے الگ ہوگیا ہے اور خلق قرآن کا بھی قائل ہے چنانچہ کتب اخلاق اور تاریخ شہنشاہ اسماعیل کے دیکھنے والوں پر ظاہر ہے۔ اور درمیان غنیته الطالبین کے غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی نے فرقہ نظامیہ کے عقائد میں یوں لکھا ہے وزعم ان القرآن لیس بمعجز من نظمه یعنی نظام کا یہ قول ہے کہ قرآن باعتبار نظام عبارت کے معجزہ نہیں ہے اور اُسی کتاب میں لکھا ہے کہ فرقہ معمریہ کے لوگ کہتے ہیں کہ ان القرآن فعل الاجسام ولیس ہو بفعل اللہ تعالیٰ یعنی قرآن فعل اجسام کا ہے خدا کا فعل نہیں ہے۔ اب غور کرنا لازم ہے کہ یہ لوگ قرآن پر ایمان رکھتے تھے اور اپنے وقت میں مجتہد اور اپنے فرقوں کے امام گذرے ہیں اور خاص ملک عرب کے باشندے ہیں کیا یہ لوگ بھی قرآن کو نہ سمجھے تھے اور اُس کی فصاحت اور بلاغت سے واقف نہ تھے یہ غلط ہے بلکہ وہ لوگ خوب طرح اُس کی نظم اور فصاحت اور بلاغت سے

واقف تھے مگر قرآن کی عبارت کو بباعث انصاف کے معجزہ نہیں جانتے تھے۔

یہاں تک کہ اسلام کے بعض فرقوں کے قول نقل کئے اب ہم بھی تودیکھیں کہ یہ دعویٰ مسلمانوں کا درست ہے یا نہیں۔ ہماری رائے میں تویہ آتا ہے کہ قرآن کی عبارت فصیح تو البتہ ہے پر کوئی خصوصیت ہم کو ایسی معلوم نہیں ہوتی جس کے سبب ہم یہ کہیں کہ ایسا بنانا طاقت بشری سے خارج ہے۔ اب اگر مدعی یہ کہے کہ تمہارے اندر ایسی طاقت کہاں جوقرآن کی لطافت اور فصاحت کو معلوم کرسکو تواُس کا جواب یہ ہے کہ برسوں تک ہم نے قرآن پڑھا ہے اورکتب صرف ونحو اورمعانی اور منطق اور حکمت کی بھی پڑھی ہیں اور سواء قرآن کے کتب ادب کی اور مصنفات بڑے بڑے علماء کے بھی پڑھے ہیں اس پر بھی اگرہم کو وہ لطف کہ جس کے سبب تم اُس کی نظم کو معجزہ قراردیتے ہو حاصل نہ ہو تو بیشک وہ نظم ہمارے حق میں معجزہ نہیں ہوسکتی اوراُس پر ہم ایمان نہیں لاسکتے ۔ اگر دعویٰ یہ ہو کہ قرآن باعتبار مضامین عالیہ کے معجزہ ہے تویہ بھی قابل تسلیم کے نہیں ہے کیونکہ جو مضامین عالیہ اُسمیں درج ہیں وہ سب باتیں انجیل اورتوریت سے اُس میں درج کی گئی ہیں خواہ عمداً لی ہوں یا تواراداً وہ مضامین قرآن کے نہیں ہوسکتے ہاں وہ مضامین جو کتب مقدسہ سے اخذ نہیں کئے گئے اورصریحاً برخلاف کتب الہامیہ کے ہیں اُن کی عمدیت کی اگرآپ کے پاس کوئی دلیل ہو توپیش کرو۔یہی حال انجیل کا ہے جو مضمون توریت کے انجیل میں نقل ہوئے ہیں اُن کو ہم تعلیم مسیح میں داخل نہیں کرتے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ کہ مسیح نے اُن کی تصدیق کی ۔حضرت عیسیٰ کی وہی تعلیم ہے جو توریت سے جدا ہے اوراُس کتاب سے نہیں لی گئی بلکہ توریت کی تفسیر اورتکمیل کے طورپر مذکورہوئی ہیں چنانچہ اس کا ذکر فصل چہارم میں مفصل آئے گا۔اب رہی الفاظ کی سلاست اور خوبی جملوں کی اور بدایع لفظی اور معنوی کی رعایت اس کو ہم کبھی نہیں کہہ سکتے کہ اس طرح کی عبارت کا بنانا انسان کی طاقت سے خارج ہے کیونکہ جس طرح کی لطافت ذاتی اوررعایت عبارت کی اورسلاست الفاظ کی قرآن میں پائی جاتی ہے ویسی ہی لطافت اورعربی کتابوں میں بھی پائی جاتی ہے جوکہ بروقت تصنیف قرآن کے موجود تھیں چنانچہ قصائد امراء القیس بن ہجر الکندی کے جوبموجب

بیان ابن قتیبه کے چالیس برس پیشترزمانه اسلام سے تھا اُس کا ایک قصیده سبع معلقه میں بھی شامل ہے جنکی نسبت مولوی عبد الرحیم فاضل کلکته نے یه لکھا ہے "کانت القاصد المعروفته باالسبع المعلقات قد اجمع کافته الادبار علی فضلها وبراعتها عامته اللغلاء علی حسنها وبناهتا"۔ یعنی جمیع ادباء اورعامه بلغاء ان قصائد کے فضل اوربراعت اورحسن اور بناہت پر متفق ہیں۔قطع نظر اس کے عین ایام زندگی محمد میں مسیلمه نے درمیان ملک یمامه کے دعویٰ نبوت کا کیا اورایک قرآن ایسی فصاحت اور بلاغت کا بناکر عرب کے لوگوں کو سنایا اوردعویٰ کیاکه وه مجھ پر وحی نازل ہوا کرتی ہے چنانچه چند آیات اُس کے قرآن کی اس جگه نقل کرتاہوں تاکه منصف آدمی غور سے پڑھے اورحضرت محمد کے قرآن کی آیات سے ملالے اگرکچھ شوق علم ادب سے رکھتاہوگا توعبارت قرآن کو کبھی معجزه نه مانیگا یه چند آیات مسیلمه کے قرآن کی ہیں

یهه چند آیات مسیلمه کے قرآن کي هیں اَلَمْ تَرَا اِلیٰ رَبِّکَ کَیْفَ فَعَلَ بِالْحُبْلیٰ ط اَخْرَجَ مِنْهَا نَسَمَةً تَسْعیٰ ط مِنْ بَیْنِ صِفَاقٍ وَغَشیٰ ط دیگر آیات اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ النِّسَاءَ اَفْوَاجاً ط وَجَعَلَ الرِّجَالَ لَهُنَّ اَزْوَاجا ط فَنُوْلِجُ فِیْهِنَّ اِیْلَاجاً ط ثُمَّ نُخْرِجُ مَا مَشِئْنَا اِخْرَاجاً ط فَیُنْتِجْنَ لَنَا اِنْتَاجا *

مشتے نمونه ازخروارکافی ہے اگرکسی صاحب کو کچھ شک ہو تو تاریخ ابو الفدا کی جو عربی زبان میں ہے دیکھ کر معلوم کرے۔

پس اگر نظم قرآن ہی معجزه ثبوت نبوت کےلئے کافی ہے تو مسیلمه بیچاره نے کیا قصورکیا تھا که ابوبکر خلیفه اول نے ایک لشکر بسرداری خالد بن ولید روانه کرکے اُس سے لڑائی کی اوراُس میں مہاجرین اورانصار سے جب بہت لوگ مارے گئے تو ابوبکر نے جلدقرآن جمع کیاچنانچه ابوالفدا لکھتا ہے که ولمارای ابوبکر کثرمن قتل امر بجمع القرآن من افواه الرجال وجرید النحل اولجلود وترک ذالک المکتوب عند حفصه بنت عمرزوج النبی۔

تو معلوم ہوا کہ نظم قرآن ابوبکر کے نزدیک بھی معجزہ نہ تھا نہیں تو اُس کو بھی شک پڑجاتا جیسا کہ اورعربوں کو پڑگیا اور اُس پر ایمان لے آئے۔اُسی زمانہ میں ایک عورت مسمات سجاح بنت حارث تمیمہ نے بھی دعویٰ نبوت کیا اور کہا کہ اُس پر بھی وحی نازل ہوا کرتی ہے چنانچہ قبیلہ نبی تمیم اورقبیلہ تغلب اورقبیلہ ربیعہ کے بہت لوگ اُس پر ایمان لائے اورسجاح نے کہا کہ ایسی ہی وحی مجھ پر بھی نازل ہوا کرتی ہے جیسی تجھ پر ہوتی ہے جس سے آخر کو مسیلمہ نے شادی کی۔اگرکوئی کہے کہ یہ سب عبارات نظام الفاظ کی جہت سے قرآن محمدی کے برابر یا بہتر تو ہیں پر مضامین اس کے اچھے نہیں ہیں تو جواب یہ ہے کہ اسی قسم کے مضامین شہوت پرستی کے قرآن محمدی میں بھی بہت موجود ہیں چاہئے کہ معترض پہلے اُن پر بھی اعتراض کرے وہ آیات قرآن جن کے مضامین عشقیہ اورشہواتی ہیں فصل چہارم میں کچھ کچھ بیان ہونگے۔ علاوہ ازیں اورایک شخص مسمیٰ اسود غنی اُسی زمانہ میں مدعی نبوت کا ہوا اُس نے بھی دعویٰ کیا کہ میرے اوپر بھی وحی نازل ہوا کرتی ہے اوراُس نے لوگوں کو اپنا قرآن سنا کر اورشعبدے دکھا کر درمیان شہر صعنا کے بہت سے عرب کے لوگوں کو اپنا مطیع کرلیا اوراُس وقت کے عربہ قرہ اُن لوگوں کے وحی سن کر ایمان لاتے تھے وہ زمانہ مرض محمد میں مسلمانوں کے ہاتھ سے اس طورپر قتل ہوا اُس کی جورو سے مل کر فریب دیکھ کر اُسے گھر میں نقب لگائی اوراُس کی بی بی نے سوتے ہوئے کو بتلایا دیا مسلمانوں نے اُس کا گلا گھونٹ ڈالا۔پس اگر نظم کتاب باعث ثبوت نبوت کے ہوا کرتی تو کیا وجہ تھی کہ اُس کو قتل کیا۔قطع نظر اس کے علی مرتضیٰ کا دیوان دیکھنا چاہیے کہ کس طرح کی فصاحت اور بلاغت اُس میں بھری ہوئی ہے اگر نظم کتاب وجہ کامل ثبوت نبوت کی ہوتی یا معجزہ ہوسکتی تو شیعوں کا ایک فرقہ غالیہ جو علی کو محمد سے بہتر جانتے ہیں بیشک اُس دیوان کو خدا کا کلام ٹھہرادتیے کیونکہ اُس کی فصاحت اوربلاغت قرآن سے ہرگز نہیں معلوم ہوتی چنانچہ یہ نمونہ اُس کا موجود ہے۔

حرض بنيك على الآداب في الصغر
كيما تقر بهم عيناك في الكبر
و انما مثل الآداب تجمعها
في عنفوان الصبا كالنقش في الحجر
هي الكنوز التي تنمو ذخائرها
ولا يخاف عليها حادث الغير

ان الاديب اذا زلت به قدم
يهوي على فرش الديباج والسرر
الناس اثنان ذو علم و مستمع
واع و سائرهم كاللغو والعكر

اوراس کے سواء انکی بہت کتابیں ایسی ہیں کہ آج تک اُن کی عبارت کے برابر کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی جیسے مقامات حریری کہ جس کی عبارت کو علماء مسیحیہ جوعربی دان ہیں قرآن کی عبارت سے بہتر بتلاتے ہیں۔ اور مواردلکلام فیضی کی تصنیف جوایک کتاب ہے جس کو جہلاء نے قرآن فیضی مشہور کیا ہے اگر اسکو کوئی عالم عربی دان پڑھے تو معلوم ہو کہ اُس نے یہ کمال کیا ہے کہ تمام نصایح اورعقائد اہل اسلام کو عربی زبان میں بے تلفظ لکھا ہے کوئی حروف منقوطہ اپنے کلام میں آنے نہیں دیا اورفصاحت اور بلاغت جیسی چاہیے ویسی اُس میں بھری ہے۔ پس اگر نظام کتاب دلیل نبوت کی ہے تو فیضی بالاولی نبی ہوسکتا ہے کیونکہ اُس نے قطع نظر فصاحت اور بلاغت کے حروف منقوطہ کو بطی اپنے کلام میں آنے نہیں دیا قرآن کی نظام سے بڑھ کر معجزہ دکھلایا ہے تھوڑے سے کلام اُس کے اس جگہ بطورنمونہ ذکرکرتاہوں اورجس کسی کو ان کتب متذکرہ بالا میں کسی بات کا شک ہو راقم کے پاس یہ سب موجود ہے بنظرخود دیکھ لے عبارت مواردالکلام کی یہ ہے۔

مدلول كلام الله * محامد الله * واسماء الرسل وما وعده الله * واوعده ولعمل مع اهل العالم وصوالح الاعمال وطوالحها * كلام الله حاو للاعلام والامر والردع وما وعد واوعد ومحامد دارالسلام ومكارة الدرك ورد اهل الالحاد والردع عما عوالسوء ومدح اهل العلم والحكم ولوم اهل الطلاح *

پھر یہ کتاب کچھ چھوٹی بھی نہیں ہے ایکسو پچھتر صفحات کی کتاب ہے اگرکوئی یہ کہے کہ سبعہ معلقہ قرآن کے برابر نہ کرسکے اورکفارعرب اُس کی فصاحت سے حیران ہوگئے۔ اُس کا جواب یوں ہے کہ یہ تقریر مسلمان لوگوں کی ایک غیر معتبر بات ہے ہاں اس کی سند مخالف کی کتاب سے اگرلا سکو تولاؤ اورجو شعراء کہ آنحضرت پر ایمان نہیں لائے اورقرآن کے ہم عصرتھے اُن کی تصانیف میں یہ ماجرا لکھا ہوا دکھلاؤ جس حالت میں کہ تمہارے مسلمان بھائی بڑے بڑے عالم وفاضل جوکہ ایک فرقہ کے امام قرار دئے جاتے ہیں یعنی نظام ومعمر اورمزداروغیرہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے اور قرآن کا معجزہ اُس کی فصاحت کو خیال نہیں کرتے تو اُن مخالف لوگوں نے کب تسلیم کیاہوگا۔ہاں یہ بات ہم مانتے ہیں کہ سبعہ معلقہ میں نسق وفجور کی باتیں عمدہ عبارت میں لکھی ہوئی ہیں ورنہ نظم الفاظ میں قرآن کے برابر ہے اگرچہ قرآن میں بھی بعض مقام پر اسی قسم کے مضامین ہوں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کی تھوڑی عبارت سے بہت سے نکات ودقائق نکلتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ مفسر کی عقل کی تیزی اوردیگر علوم کی مدد ہے کسی کتاب کی کوئی عبارت لے کر خواہ اُردو ہو یا فارسی یا عربی وغیرہ جس قدرہم چاہیں بیان کرسکتے ہیں یہ نتیجہ طبع واعظانہ کا ہے نہ اُس عبارت کا ۔ اگرکوئی کہے کہ آنحضرت کے روزمرہ کی گفتگو اورقرآن کی گفتگو میں فرق ہے اس کا کیا باعث ہے اُس کا جواب یہ ہے کہ قرآن ایک ایک آیت کرکے نازل ہوتا تھا تامل وتقدیر کا عرصہ تنگ نہ تھا اور سب اہل علم جانتے ہیں کہ آمد اورآورد میں ہمیشہ فرق ہی ہوا کرتا ہے قرآن کی مقفی عبارت صاف آورد پر دلالت کرتی ہے ہاں اگریہ ایک دم سے لکھوایا جاتا تو البتہ جائے غورہوتی۔ بعض مسلمان یوں کہتے ہیں کہ انجیل اورتوریت کا طرزتحریر تواریخانہ ہے اور قرآن کا طرزتحریر احکامانہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام الہٰی ہے جواب یہ ہےکہ موسیٰ کے عہد سے حواریوں کے عہد تک جوکلامِ الہٰی کہ جہان میں آتے رہے اوراُ تک انبیاء سابقین کے صحیفے اورکتب اورنامجات وغیرہ جوکہ موجود ہیں ۶۶کتابیں ہیں اورسب کا طرزتحریر یکساں ہے صرف قرآن کا طرزتحریر جس کو عقل پسند بھی نہیں کرتی سب سے نرالا اورجدا ہے حالانکہ متکلم ان کلاموں

کا شخص واحد قرار دیا جاتا ہے۔بھلا اب انصاف کرو کہ جس ایمان دار کی عقل سلیم تمام انبیاء سابقین مسلم الثبوت کی طرزتحریر کو جویکساں اورپسندیدہ عقل ہے چھوڑکر قرآن کی طرز تحریر کو جو مخالف سب کے ہے اوراُس کا متکلم معجزات اور دیگر علامات نبوت بھی نہیں رکھتا کلام خدا سمجھ سکتی ہے۔ہرگزنہیں تعجب تویہ ہے کہ یہ تخائف طرزتحریر کا جو عقل سلیم کے نزدیك موجب بطلان قرآن ہے اُسی کو جہلاء نے موجب ثبوت قرآن ٹھہرایا ہے مصنف کو سوچنا چاہیے ۔مسلمان یہ بھی نہیں سوچتے کہ اگر قرآن کی فصاحت ایك معجزہ قراردی جائے توکیسا ناقص معجزہ ہے کہ سوائے شعراء عرب کے جواول صدیوں میں تھے اورکوئی اس معجزہ کی لذت نہیں اٹھاسکتا اورجب قرآن کا ترجمہ غیر ملکوں میں ایمان لانے کے واسطے بھیجاجاتا ہے تویہ معجزہ ساتھ نہیں جاتا۔

پس جبکہ ثابت ہوا کہ سب اہل اسلام اس معجزہ پر متفق نہیں اورنہ عقلاً یہ معجزہ ہوسکتا ہے پھر کس طرح اس کو معجزہ قرار دیں حالانکہ کفار عرب یہی عبارت آرائی آنحضرت کی دیکھ کر آنحضرت کو شاعر کہتے تھے نہ نبی چنانچہ قرآن میں بھی اس ذکر آیا ہے فقط۔

دوسرا معجزہ

سورہ شق القمر میں ہے اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ یعنی قیامت قریب ہوئی اور چاند پھٹ گیا۔مفسروں نے لکھا ہے کہ اکثروں کے نزدیك شق القمر ہوگیا مگر بعضوں کے نزدیك نہیں ہوا چنانچہ علامہ زمنحشری نے تفسیر کشاف میں لکھا ہے۔ وعن بعض الناس ان معناہ ینشق یوم القیامتہ۔ یعنی بعض علما نے یوں کہاہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ قیامت کو شق القمر اور بیضاوی نے کہا ہے۔ وقیل معناہ سینشق یوم القیامتہ اورتفسیر مدارك التذزیل میں ہے رقیل معناہ ینشق یوم القیامتہ والجھورعلی الاول وہو فی الصحیحین والایقال لوانشق لماخفی علی اہل الاقطارولو ظھر عندھم لنتفر امنو الاآلان الطباع جبلت علی نشر العجائب لانہ یجوازن یجب اللہ عنھم بغیم۔یعنی بعضوں نے کہاہے کہ قیامت کو ہوگا مگرجمہور قول اول کو مانتے ہیں اوریہ اعتراض کوئی نہ کرے کہ اگر شق القمر ہوتا توضرورگردنواح کے لوگ بتواتر

خبردیتے حالانکہ متواتر خبراسکی نہیں دی گئی باعث یہ ہے کہ شاید بادلوں کے سبب خدا نے اوروں کو نہ دکھلایا ہو۔ مولوی رحمت اللہ الازلتہ الاوہام میں لکھتے ہیں کہ یہ معجزہ تواتر سے ثابت ہے مگر تواتر کے یہ معنی ہیں کہ اُس کا کسی نے انکار نہ کیا ہو لیکن تین معتبر تفسیروں مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ ضرور قدماء مین سے بہت لوگ اس معجزہ کے وقوع پر ایمان نہیں رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ قیامت کو ہوگا۔ مدارک کے بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وقوع معجزہ کا تواتر بھی نہیں ہی کیونکہ گردنواح کے لوگوں نے اُس کی خبر نہیں دی۔ پس جبکہ آیت شق القمر دومطلب رکھتی ہے اور دونوں باہم متناقض ہیں توایک جہت کے واسطے دلیل قطعی نہیں ہو سکی بموجب ہمارے دوسرے قاعدہ کے ۔پھر ہم ایسی سست بات پر بھروسا کرکے کس طرح اپنا ایمان حوالہ کریں۔

تیسرا معجزہ

سورہ بنی اسرائیل میں ہے سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى یعنی پاک ہے وہ خدا جو اپنے بندہ کو مکہ سے بیت المقدس یعنی یروشلیم تک رات کو لے گیا۔ حدیث میں معراج کا بڑا طول طویل قصہ لکھا ہے لیکن قرآن سے صرف اتنا ثابت ہے کہ یروشلیم تک گئے بعضوں کے نزدیك جسم سمیت گئے اور بعضوں کے نزدیك صرف روح گئی۔ بہر حال یہ معجزہ نہیں ہوسکتا اس لئے کہ یہ خواب وخیال ہے اورکسی کے سامنے ظہور میں نہیں آیا یوں توہر شخص گھر سے باہر آکر دعویٰ کرسکتا ہے کہ رات کو میں عرش تك گیا تھا بھلا اُس کے خواب کو ہم کس طرح تسلیم کرینگے البتہ اگر آنحضرت لوگوں کے سامنے آسمان پر چلے جاتے تو معقول بات تھی جیسے عیسیٰ ان بارہ شاگردوں کو بیت عنیا اورزیتون کے پہاڑتك شہر کے باہر لے گئے اوروہاں سے اُن سب کے سامنے آسمان پر چڑھ کر بادلوں میں غائب ہوگئے غرضیکہ یہ معراج کا معجزہ ہی نہیں ہوسکتا ناحق مولوی رحمت اللہ نے پیش کیا۔

چوتھا معجزہ

سورہ احزاب میں ہے إِذْ جَاءتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا یعنی یاد کرو خدا کی نعمت جبکہ آیا

تمہارے پاس لشکر بھیجدی ہم نے ہوا اورایسا لشکر کہ تم نے اُس کو نہیں دیکھا۔مفسرین کہتے ہیں کہ مسلمان محاصرہ میں تھے حضرت محمد نے دعا کی پس آندھی آئی اورفرشتوں کی فوج جو دکھلائی نہیں دی کفارجو محاصرہ کئے ہوئے تھے گھبرا کے بھاگ گئے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اگرایساہوا تو بھی معجزہ نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ خرق عادت نہیں ہے ایسا اتفاق بہت ہوگیا ہے۔ کہ عین جنگ یا محاصرہ کے وقت اتفاقیہ آندھی آگئی ہو اور ایک جانب کو فتح ہوگئی ہو۔اب کیا اُن لشکر کشوں کا یہ معجزہ قراردیا جائے گا اورجویہ کہہ کہ آنحضرت کی دعا سے یہ ہوا تو ہم نے مانا پھر بھی معجزہ نہیں ہوسکتا کیونکہ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دعائیں قبول ہوجاتی ہیں اورباربا ہماری تمہاری دعائیں بھی قبول ہوگئی ہیں پھر کیا یہ معجزہ سمجھا جائے گا ہرگزنہیں۔

اوریہ بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ آنحضرت ہی کی دعا سے آندھی آئی ہو کیونکہ محاصرہ میں عورت مرد بچے بچیاں جوان بوڑھے نیک بد سب کوئی موجود تھے اورسب بحالت اضطراب گریہ وزاری کرتے تھے اب کیا معلوم ہے کہ کس کی دعا قبول ہوئی ہو کوئی واویلا کو رہا تھا ۔ یہ معجزات ایسے نہیں جو روح کو اطمینان بخشیں ہاں جہاں ان باتوں سے فریب میں آسکتے ہیں۔

پانچواں معجزہ

سورہ انفال میں ہےوَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَـكِنَّ اللّهَ رَمَى یعنی تونے نہیں پھینکا جب پھینکا مگر خدا نے پھینکا۔مفسرین کہتے ہیں کہ جنگ حنین میں ایسا ہوا کہ آنحضرت نے ایک مشت خاک پھینکی تھی وہ سب لشکری لوگوں کی آنکھوں میں جاپڑی۔مگرمعالم التذزیل میں لکھا ہے وقیل مارمیت باالرعب فی قلوبھم باالحصار ولکن اللہ رمی بالرعب فی قلوبھم۔ یعنی تونے اے محمد اُن کے دلوں میں رعب وخوف ڈالا یہ دوسرے معنی ہوئے۔اس آیت کے تیسرے معنی بیضاوی نے یہ بتلائے انہ نزل فی طعنتہ طعن بھا ابی بن خلف یوم اُحد ولم یخرج منہ دم فجعل نحویر حتی مات۔یہ ہیں آیت نازل ہوئی اُس نیزہ زنی کی بابت جو آنحضرت نے جنگ اُحد میں ابی بن خلف کے نیزہ مارا تھا اوراُس میں سے خون نہ نکلا پس وہ خرخرکرتا ہوا مرگیا۔ چوتھے معنی بیضاوی نے یہ لکھے ہیں اور رمیہ سھم رماہ یوم خیبر

نحوا الحص فاصاب لبانته بن الحقیق علی فراشه۔ یعنی یه آیت نازل ہوئی ہے اُس تیر کی بابت که آنحضرت نے خیبر کی لڑائی میں قلعه کی طرف پھینکا تھا پس لبانه بن حقیق کے پلنگ پر جاکر اُسے لگا۔ دیکھو ایک معنی پر سب متفق نہیں ہیں اپنے اپنے دل کی تک سب لگارہے ہیں ہمارے دوسرے قاعده کے موافق یه آیت کسی معجزه کے ثبوت کے دلیل قطعی نہیں ہوسکتی۔

اور وه جو کہتے ہیں که قرآن میں لکھا ہے فلما جاء هم بالایات یعنی جبکه آیا اُن کے پاس ساتھ آیات کے۔ تو اس سے بھی معجزات ثابت نہیں ہوسکتے کیونکه لفظ آیات بھی مشترک ہے قرآن کے فقروں کو بھی آیات کہتے ہیں اور نشانوں کو بھی اور معجزات کو بھی۔ پس یه مشترک لفظ معجزات کے حق میں نص نہیں ہوسکتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں که آنحضرت میں اگر معجزات نه تھے تو کفار عرب اُن کو ساحر کس لئے کہتے تھے جواب یه ہے که یه لفظ ساحر بھی مشترک ہے۔ اس کے تین معنی منتہی الارب میں لکھے ہیں دانا وفریبی وجادوگر اور جہاں کہیں قرآن میں یه لفظ آیا ہے تینوں معنی وہاں چسپاں ہوسکتے ہیں پھر کس طرح معجزات کے معنوں میں یه لفظ نص ہوسکتا ۔ الغرض آنحضرت کے معجزات قرآن سے ہرگز ثابت نہیں ہوسکتے بلکه برخلاف اس کے یه بات ثابت ہوتی ہے که اُن کے پاس کوئی معجزه نه تھا۔ چنانچه سوره عنکبوت میں ہے وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن رَّبِّهِ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ یعنی کہتے ہیں عرب کے لوگ که خدا نے کیوں نہیں اُن کو معجزات دیئے کہه اے محمد که معجزات خدا کے اختیار میں ہیں اور میں تو ڈرانے والا ہوں ظاہراً۔ سوره بنی اسرائیل میں ہے وَقَالُواْ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الأَرْضِ يَنبُوعًاأَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الأَنْهَارَ خِلالَهَا تَفْجِيرًاأَوْ تُسْقِطَ السَّمَاء كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللّهِ وَالْمَلآئِكَةِ قَبِيلاًأَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَى فِي السَّمَاء وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إَلاَّ بَشَرًا رَّسُولاً یعنی کہتے ہیں عرب کے لوگ که ہم ایمان نه لائینگے جب تک که وه ہمارے واسطے زمین سے پانی کا چشمه جاری نه کریگا۔ یا تیرے پاس باغ ہو کھجور اور انگور کا اُس میں تو نہریں جاری کرے یا گرادے تو ہمارے اوپر آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے

جیسے کہ تو کہتا ہے یا خدا اور فرشتوں کا بلاوے۔یا تیرے پاس ایک گھر ہو ستھرا۔ یا تو آسمان پر چڑھ جائے تو بھی نہ ایمان لائینگے مگر جبکہ اتارلائے توہمارے پاس ایک کتاب کہ ہم اُس کو پڑھیں کہہ اے محمد سبحان اللہ میں کون ہوں میں توایک آدمی ہوں بھیجا ہوا۔ پھر وہ سورہ انعام میں وَأَقْسَمُواْ بِاللّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن جَاءتْهُمْ آيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ إِنَّمَا الآيَاتُ عِندَ اللّهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءتْ لاَ يُؤْمِنُونَ اور بتاکید قسمیں خدا کی کھاتے ہیں کہ اگراُن کو ایک نشانی بھی پہنچے توالبتہ وہ مانیں تو کہہ دے اے محمد معجزات خدا کے پاس ہیں اور تم مسلمان کیا خبررکھتے ہو اگر معجزے بھی آئینگے توبھی یہ لوگ نہ مانینگے پھر سورہ انعام میں یہ ہے کہ قُل لَّوْ أَنَّ عِندِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ الأَمْرُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ کہہ اے محمد اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز کہ تم جلدی مانگتے ہو(یعنی عذاب مراد معجزہ) تومیرا تمہارا فیصلہ ہی ہوجاتا قصہ یہ ہے کہ نضر ابن حارث اورروساء قریش نے محمد سے کہا کہ ہم کو جوعذاب الہٰی سے ہمیشہ تم خوف دلاتے ہو اگرتم کچھ کرسکتے ہو توکوئی عذاب ہمارے اوپر نازل کروادو بے فائدہ نہ ڈرایا کرو یعنی وہ لوگ طالب معجزہ کے ہوئےء توآپ نے یہ جواب دیا لوعندی الخ۔۔۔۔ پھر سورہ بنی اسرائیل کے چھٹے رکوع میں ہے وَمَا مَنَعَنَا أَن نُّرْسِلَ بِالآيَاتِ إِلاَّ أَن كَذَّبَ بِهَا الأَوَّلُونَ یعنی ہم نے محمد کو معجزات اورنشانیاں دے کراس لئے نہیں بھیجاکہ اگلے لوگوں نے زمانہ سابق میں دیگر انبیاء کے معجزات کی تکذیب کی تھی اب خیال کرو کہ جو معجزات عرب والے طلب کرتے ہیں وہ تو اُن کو نہیں دئے جاتے مگر فصاحت قران کا معجزہ جس پر وہ ٹھٹھہ کرتے ہیں اورجس کے سبب آنحضرت کو شاعر بتلاتے ہیں زبردستی معجزہ ٹھہرایا جاتا ہے بعض علماء محمدیہ کہتے ہیں کہ ان آیات میں جونفی معجزات کی آئی ہے تویہ خاص معجزات کی نفی ہے نہ عام معجزہ کی۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اگر قرآن کی کسی عبارت سے کوئی معجزہ بھی ثابت ہوجاتا ہے تو اُس وقت ہم لوگ اس آپکی تقریر کو بھی قبول کرلیتے جبکہ کہیں سے کوئی معجزہ بھی ثابت نہیں ہوتا توہم یہ آپکی تقریر کس طرح قبول کریں۔ ناظرین کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ اعتراض مدت سے عیسائی کرتے رہے مولویوں نے بہت کچھ لکھا مگر ان اعتراضات کے جواب آج تک کسی نے نہیں دئے اورمعجزات کا ثبوت دلیل قطعی سے کوئی نہیں کرسکا اس لئے یہ علامت نبوت کی

آنحضرت میں پائی نہیں جاتی اگر کوئی شخص جواب دے سکے توبراہ مہربانی کچھ لکھے۔

فصل دوسری

آنحضرت کی پیش گوئیوں کے بیان میں واضح ہے کہ پیش گوئی بھی ایک بڑی علامت نبوب کی ہے اوراس کے یہ معنی ہیں کہ نبی کوئی ایسی با ت بیان کرے کہ وہ آئندہ کو بموجب اُس کے بیان کے ظہور میں آئے بشرطیکہ وہ بیان ازقسم معجزات ہو نہ ازقسم قیانہ وفراست اور موقع بینی کے۔

پس جبکہ پیش گوئی کے معنی معلوم ہوگئے تواب واضح ہو کہ آنحضرت نے کوئی پیش گوئی بھی نہیں کی۔ اس لئے یہ علامت مفقود ہوئی مولوی رحمت اللہ نے اس اعتراض کے دفع کرنے کے واسطے دس آیتیں قرآن کی ازالتہ اوہام میں لکھی ہیں اوردعویٰ کیاہے کہ یہ دس پیش گوئیاں آنحضرت نے دی ہیں اوراُن کے بیان کے مطابق ظہورمیں بھی آیا ہے۔ مگرعیسائی کہتے ہیں کہ یہ دس مقام ہرگزپیش گوئی نہیں ہوسکتے اس لئے مفصل بیان کرتاہوں۔

پہلی پیش گوئی

سورہ بنی اسرائیل میں ہےأَن يَأْتُواْ بِمِثْلِ یعنی قرآن کے برابرکبھی کوئی عبارت نہ بناسکینگے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دعویٰ ہی غلط ہے چنانچہ پہلے معجزہ کے بیان میں اس کا ذکر ہوچکاہے اور قرآن کے برابر بناہوا بھی دکھلایا گیا اگرچہ متعصب قبول فکرے پر مصنف ضرورمانیگا۔

دوسری پیش گوئی

سورہ روم میں ہےوَهُم مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ یعنی رومی لوگ بعد مغلوب ہونے کے تھوڑے دنوں میں پھر غالب ہوجائینگے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معنی پیش گوئی کے اس پر صادق نہیں آتے اس لئے یہ پیش گوئی نہیں ہوسکتی یہ تو فراست اور قیافہ اور موقع بینی کے طورپر بیان ہواہے تواریخوں میں دیکھو کہ جب فارسی لوگ روم پر غالب ہوگئے تو سخت ہل چل روم اورفارس کے درمیان واقع ہورہی تھی روم کی شان شوکت اورفارس کا تفرقہ اوربد انتظامی دیکھ کر جیسے کہ صدہا مردم خیال کررہے تھے ویسے ہی آنحضرت نے بھی قرینہ سے کہہ دیا کہ تھوڑے دنوں میں روم ہی غالب

ہوجائیگی اگرچہ اب فارسیوں نے اتفاقی فتح پالی ہے۔ یہ پیش گوئی بطور معجزہ نہیں ہوسکتی۔اور کتب الہامیہ کی پیش گوئیوں کی مانند بھی نہیں اورمولوی رحمت اللہ جو لفظ بضع کو بہ تکلف بیان کرتے ہیں وہ سب بناوٹ ہے کیونکہ اصل معنی بضع کے چند ہیں مدت قلیل کےمعنی دیتا ہے توبھی تعین نہیں ہوتی ہاں اگر دانیال نبی کی مانند جیسے اُس نے ستر ہفتہ کی تعین کردی ہے ایسی تعین ہوتی تو پیش گوئی ہوسکتی تھی ابھی تک قیافہ وفراست ہے نہ پیش گوئی۔

تیسری پیش گوئی

سورہ فتح میں ہےهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ یعنی وہ خدا ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت کے ساتھ اوردین حق تاکہ غالب کرے اُس دین کو تمام جہاں کے دینوں پر۔

یہ پیش گوئی بھی غلط ہے کیونکہ یہ ظہورہی میں نہیں آئی اوردین اسلام کو تمام جہان کے دینوں پر غلبہ ہے آج تک نہیں ہوا غلبہ کی دوصورتیں ہوسکتی ہیں اول تو یہ کہ اُمت کے باب میں غلبہ ہو یعنی تمام جہان کے دینوں سے اس دین کی اُمت زیادہ ہوجائے سوظاہر ہے کہ یہ بات آج تک وقوع میں نہیں آئی کیونکہ بودہ کی قوم دنیا میں ۳ارب ہے ہنود ۱۳کروڑ ہیں یہودی چالیس ہزار اور عیسائی ۳۱کروڑ ہیں اور مسلمان ۱۰ کروڑ سارے جہان میں شمار کئے گئے ہیں پس غلبہ بودہ کی قوم کو ہے نہ مسلمان کو اور اگر اہل کتاب میں غلبہ تلاش کرو تو عیسائیوں کو مسلمانوں پر غلبہ ہے۔ دوسری صورت غلبہ کی یہ ہے کہ دین اسلام کو تقویت ذاتی میں غلبہ خیال کیا جائے یعنی اس طرح پر کہ دین اسلام کے ثبوت کی دلائیل اوراُس کی تعلیم ایسے مرتبہ پر ہو کہ اُس کے معارضہ سے دیگر ادیان عاجز ہو جائیں سویہ بھی صاف ظاہر ہے کہ دین اسلام ایسا قوی نہیں نہ اُس کے ثبوت کے دلائل اچھے ہیں نہ اُس کی تعلیم اچھی ہے چنانچہ بے تعصب دیندار آدمی دونوں مذہبوں کی کتابوں کو مقابلہ کرکے معلوم کرسکتا ہے۔ بلکہ یہاں تک ضعیف ہے کہ ہنود بھی اُس پر اعتراض سخت کرتے ہیں اوراکثر علماء فضلا بعد تحقیق کے اس مذہب کو چھوڑچھوڑ عیسائی ہوتے جاتے ہیں ہمارے دیکھتے دیکھتے کئی عالم جو محض طالب خدا تھے بعد تحقیقات عیسائی ہوگئے اورجو کہو کہ اس دین کو شمشیر کا غلبہ ہے یہی بھی

باطل ہے کیونکہ اُس کے شمشیر کا غلبہ مدت ہوئی کہ جاتا رہا۔ اورجب تھا تو صرف چند ملکوں میں تھا نہ تمام جہان میں۔

چوتھی پیش گوئی

سند خلن المسجد المحرام انشا اللہ آمنین۔ یعنی اگر خدا چاہیگا تو تم مکہ میں داخل ہوجاؤگے یہ بھی پیش گوئی نہیں ہوسکتی کیونکہ اول تو فراست کی بات ہے دوسرے یہ کہ اس میں انشا اللہ کی قید ہے اورظاہر ہے کہ تمسک وغیرہ وعدہ کے کاغذمیں انشاء اللہ کی قید لگانے سے وعدہ باطل ہوجاتا ہے ایسی پیش گوئیاں توہم بھی اکثرکیا کرتے ہیں۔

پانچویں پیش گوئی

سورہ انفال میں ہےوَإِذْ يَعِدُكُمُ اللّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتِيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ یعنی وعدہ دیتا ہے تم کو اللہ تعالیٰ دوجماعت میں سے کہ ایک تم کو ہاتھ لگے۔

چھٹی پیش گوئی

سورہ نور میں ہےلَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ یعنی خلیفہ بناؤنگا میں اُن کو زمین میں۔

ساتویں پیش گوئی

سورہ احزاب میں ہے کہ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ یعنی جبکہ مسلمانوں نے احزاب کودیکھا تو کہا یہ وہی ہے جس کا وعدہ اللہ اوررسول نے ہم سے کیا تھا۔

آٹھویں پیش گوئی

سورہ فتح میں ہے سَتُدْعَوْنَ إِلَى قَوْمٍ أُوْلِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ یعنی بلائے جاؤگے تم سخت لوگوں کی طرف تم اُن سے لڑوگے یا وہ مسلمان ہوجائینگے۔

نویں پیش گوئی

سورہ فتح میں ہےوَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا یعنی خدا نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ بہت مال لوٹ کا تم کو دے گا تم اُس کو لوگے۔

دسویں پیش گوئی

سورہ قمر میں ہےسَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ یعنی بھاگ جائیگی جماعت پیٹھ پھیرکر یہ چھ پیش گوئیاں ایسی ہیں کہ معنی پیش گوئی کے اُن پر ہرگز صادق نہیں آتے یہ تولشکر

کشوں کی باتیں ہیں اپنی فوج کی تسلی اورتشفی اوردھارس دینے کے واسطے تمام جہان کے لشکرکش ایسی ہی تقریریں کیا کرتے ہیں اورجو ایسی باتیں نہ کریں توفوج ہرگز تند ہی سے نہیں لڑا کرتی۔اورجو بموجب بیان اُن لشکرکشوں کے ویسا ہی وقوع میں بھی آئے یعنی فتح بھی ہوجائے اورلوٹ کا مال بھی دستیاب ہوتو کیا اُن لشکرکشوں کی یہ پیش گوئیاں ہوجائینگی اوروہ نبی قراردئے جائینگے ہرگزنہیں یہ سب قیافہ اورفراست اورموقع بینی اورحکمت عملی ہے پیش گوئی اِس کونہیں کہتے کتب مقدسہ یعنی انجیل وتوریت کے اندر جوپیش گوئیاں مذکور ہیں وہاں پر فراست اور قیافہ کو دخل نہیں ہے وہ معجزات کے قسم سے ہیں اورجو جو مقام وہاں پراس قسم کے ہیں اُن کو ہم پیش گوئی ہی قرارنہیں دیتے چنانچہ باب دوم میں کتب مقدسہ کی کچھ پیش گوئیاں ناظرین پرظاہر ہونگی۔

فصل تیسری خبروں کے بیان میں

عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت محمد کی خبر اگلی کتابوں میں ہونی چاہیے مولوی رحمت اللہ وغیرہ کہتے ہیں کہ ثبوت نبوت کے واسطے نبی سابق کی خبرکی ضرورت نہیں ہے ورنہ موسیٰ وابراہیم وآدم وغیرہ کے واسطے خبر سابقہ کی ضرورت پڑیگی اوراُن کی خبر کہیں نہیں ہے۔عیسائیوں کا جواب یہ ہے کہ نبی کے واسطے خبر کی ضرورت مگر شفیع اُمت کے واسطے خبر سابق کی سخت ضرورت ہے ابراہیم وموسیٰ وغیرہ شفیع اُمت نہ تھے اُنہو ں نے شفیع ہونے کا دعویٰ کیا مگر حضرت محمد نے شفیع اُمت ہونے کا دعویٰ کیا ہے اوراپنے تئیں شفیع المذنبین قراردیا ہے اس لئے اُن کے واسطے خبرسابق کا ہونا نہایت ضروریات سے ہے اوراگر ایسے نبی مدعی شفاعت کی تصدیق کا ہونا کتب سابقہ میں ضرور نہ ہوتا تو حضرت محمد خود قرآن میں اپنی پیش خبری کی نسبت سورہ صف میں نہ لکھتے وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌترجمہ اس کا یہ ہے کہ اورجب کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوآیا ہوں اللہ کا تمہاری طرف تصدیق کرتاہوا اُس کتاب کی جو مجھ سے پہلے آئی ہے۔ یعنی تورات اورخوشخبری سناتا ہواایک رسول کی جو مجھ سے پیچھے آئے گا نام اُس کا احمد ہوگا۔ پس جبکہ اُن کو

معجزے دکھلائے تووہ لوگ بولے یہ صریح جادو ہے۔ اب محمدیوں کو غورکرنا چاہیے کہ حضرت محمد کو یہ کہنا نہایت ضرورتھا کہ میری خبرتورات میں پہلے سے آئی ہے اورحضرت عیسیٰ نے میری خبردی ہے کیونکہ وہ خوب طرح جانتے تھے کہ اگریہ نہ کہونگا تومیری شفاعت کا کوئی مقر نہ ہوگا پھر مولوی رحمت اللہ یا اورکوئی محمدی کس طرح کہہ سکتا ہے کہ ثبوت نبوت محمد کے واسطے پیش خبری کا ہونا ضروری نہیں ہے جس کے مدعی حضرت محمد خود ہیں حالانکہ حضرت عیسیٰ نے کہیں ایسا نہیں فرمایا اس کا ثابت کرنا محمدیوں پر موافق دعویٰ محمد کے ضرورہے۔ مولوی آل حسن وغیرہ نے سابق میں چند مقام انجیل وتوریت کے بتلائے چنانچہ لفظ فارقلیط یعنی وہ تسلی دینے والا جو ہمیشہ تمارے ساتھ رہے گا مگراُسی انجیل سے ثابت ہوگیا کہ وہ روح القدس ہے کوئی قرینہ کہیں پایا نہیں جاتا جس سے ہم یہ کہیں کہ محمد کی نسبت یہ خبرہے۔دوسرا مقام یہ بتلایا کہ یوحنا کے ۱۴باب آیت ۳۰ میں لکھا ہے کہ اس جہان کا سردارآتا ہے اورمجھ میں اُس کی کوئی چیزنہیں۔ مگرجب کہ عیسائیوں نے سمجھا کہ یہاں پر مراد سردارسے شیطان ہے تو مسلمان چپ کرگئے اسی طرح اوربھی چند مقام پیش کئے تھے مگرپادری فینڈرصاحب نے صاف صاف اُن آیتوں کا مطلب کہہ دیا۔ اب مولوی رحمت اللہ نے اُن مقام میں سے بعض کو تو چھوڑدیا اوربعض اوراور آیتیں توریت وانجیل کی جوکسی طرح حضرت محمد صاحب کے حق میں نہیں ہوسکتی ہیں نکال کرازالتہ اوہام میں لکھی اور وہ سب مقام ۲۳ ہیں انہی کو ۲۳برہان قراردئیے ہیں حالانکہ برہان وہ ہے جو مقدمات یقینیہ سے مرکب ہو اوریہی[1] بالکل توہمات ہیں چنانچہ ہرایک مقام کو مفصل لکھتا ہوں۔

پہلی خبر

کتاب پیدائش باب ۱۶آیت ۱۰سے ۱۲تک۔ پھر خداوند کے فرشتہ نے اُسے کہا کہ میں تیری اولادک کوبہت بڑھاؤنگا کہ وہ کثرت سے گنی نہ جائیگی۔ اورخداوند کے فرشتہ نے اُسے کہا کہ تو حاملہ ہے اورایک بیٹا جنیگی اُس کا نام اسماعیل رکھنا کہ خداوند نے تیرا دکھ سن لیا۔ وہ وحشی آدمی ہوگا اُسکے

[1] یعنی وہ مطالب جواُن آیات سے مولوی صاحب نے اپنے ذہن سے نکالے ہیں سب توہمات ہیں۔

ہاتھ سب کے اورسب کے ہاتھ اُس کے برخلاف ہونگے اوروہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بودوباش کریگا۔

مولوی رحمت اللہ

کہتے ہیں کہ یہ حضرت محمد کی خبر ہے کیونکہ ہاجرہ سے براہ مہربانی وعدہ کیا جاتا ہے۔پس ضرور اچھا وعدہ ہوگا اوریہ صریح اشارہ ہے کہ اُس کی اولاد سے ایک نبی جوبرخلاف ہوبنی اسحاق کے پیداہوگا۔

ہم کہتے ہیں

اول ۔ مولوی صاحب پر واجب ہے کہ کوئی ایسا کلیہ قاعدہ ہم کو بتلائیں جس سے معلوم ہوکہ جب کسی کے ساتھ براہِ مہربانی خدا تعالیٰ کوئی وعدہ فرمائے تو وہ ضرور نبوت ہی کا وعدہ ہوا کرتا ہے سواء اس کے اورکوئی وعدہ ہوہی نہیں سکتا اورجبکہ یہ بات نہیں ہے تو ذرا غور سے اُوپر نیچے کی آیتوں کو دیکھو کہ یہ کسی نبی کی خبرنہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ جب ہاجرہ نے سارہ کی نسبت گستاخی کی اورسارہ نے اُس پر تشدد کیا تو وہ بھاگ گئی لیکن نہایت غمگین اور رنجیدہ خاطر تھی پس خدا نے اُس کی تسلی کی اور کہا تیرے ایک لڑکا پیداہوگا اُس سے بہت اولاد ہوگی یعنی تواکیلی آوارہ نہ رہے گی پھر وہ لڑکا وحشی ہوگا اوراُس کی وحشت کا یہ بیان ہے کہ سب کے برخلاف اُس کے ہاتھ ہونگے یعنی اُس کی اولاد رہزن ہوگی چنانچہ اب تک عرب کے لوگ رہزن ہیں اوریہ جومولوی رحمت اللہ کہتے ہیں کہ رہزنی خصوصیت عرب کی نہیں دنیا میں اورلوگ بھی یہ کام کرتے ہیں یہ مولوی صاحب کا تعصب ہے۔ اس لئے کہ عرب بیشک بہت بڑے رہزن ہیں اور قدیم الایام سے آجتک رہزنی کرتے آئے ہیں چنانچہ تازی بمعنی تاخت آرندہ یعنی لوٹیرا اُن کا لقب کتب فارسی میں مقرر ہے علاوہ ازیں پیدائش کا ۲۱باب آیت ۱۰ سے ۱۳ تک مولوی صاحب کے مطالعہ میں نہیں آئی کیونکہ اُس میں لکھا ہے کہ خدا نے ابراہیم سے کہا کہ وہ بات اس لڑکے اورتیری لونڈی کی بابت تیری نظر میں بری نہ معلوم ہو سب کچھ جو سارہ نے تجھے کہا مان کیونکہ تیری نسل اسحاق سے کہلائیگی اوراُس لونڈی کے بیٹے سے بھی میں ایک قوم پیدا کرونگا کیونکہ وہ تیری نسل ہے۔پھر پیدائش کا ۱۷باب آیت ۱۹ سے ۲۱ تک لکھا ہے خدا نے کہا کہ اسماعیل سے بارہ سردار نکالونگا لیکن ہمیشہ کا عہد اسحاق سے کرونگا۔پھر ۲۲باب

آیت ۱۶ سے ۱۹تک مذکور ہے جب ابراہیم اسحاق کو قربانی کرنے پر تیار ہوگیا تو خدا نے قسم کھائی میں تیری نسل کو برکت پر برکت دونگا اورساری زمین کی قومیں تیری نسل سے برکت پائینگی ۔ پھر ۲۵باب کی آیت ۵، ۶ میں ہے کہ ابراہیم نے اپنا سب کچھ اسحاق کو دیا اورسب باندی زادوں کو انعام دے کر جیتے جی بیدخل کردیا۔ پھر ۲۶باب کی آیت ۳ سے ۵ تک میں لکھا ہے کہ بعد موت ابراہیم کے اسحاق سے خدا نے کہا کہ تیرے باپ نے میرا حکم مانا اس لئے میں تیرے ساتھ رہونگااوراپنی قسم تجھ میں پوری کرونگا دنیا کی سب قومیں تیری نسل سے برکت پائینگی۔ الغرض یہ وعدہ خداکا جو ابراہیم سے تھا سلسلہ وار ابراہیم سے داؤد تک اور داؤدسے سیدنا مسیح تک پہنچتا ہے اوراکثرانبیاء کی زبان پربھی جاری رہا ہے۔ اسماعیل بیچارہ کی نسبت کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا خود اسماعیل کی نبوت تورات سے ثابت نہیں ہوتی چہ جائیکہ اُس کی اولاد سے نبی ہوں۔

دوسری خبر

کتاب استشنا باب ۱۸ اورآیت ۱۵ میں خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی قائم کرے گا۔پھر اسی باب کی ۱۸آیت میں ہے میں اُن کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے تجھسا ایک نبی قائم کرونگا اوراپناکلام اُس کے منہ میں ڈالونگا اورجوکچھ میں فرماؤنگا وہ اُن سے کہیگا اورایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہیگا نہ سنے تومیں اُس سے مطالبہ کرونگا۔

مولوی آل حسن ورحمت اللہ کہتے ہیں کہ یہ آیات حضرت محمد کی شان میں ہیں اورعیسائی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کی شان میں ہیں۔مسلمانوں کا بیان یہ ہے کہ لفظ برادران سے نبی اسماعیل مراد ہونی چاہیے اوراُس نبی کو موسیٰ سے مشابہت بھی چاہیے چنانچہ اُنہوں نے اپنے ذہن میں حضرت محمد کو موسیٰ سے چند احکام شرعیہ میں مناسبت بھی دی ہے اورلفظ مطالبہ بھی پکڑا ہے اور کہتے ہیں کہ مطالبہ سےمراد مطالبہ دنیاوی ہے یعنی تعزیر وغیرہ۔

عیسائی یوں کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ حضرت محمد کی پیدائش سے چھ سو برس پیشتراس خبرکو اپنے حق میں بتلاچکے ہیں۔اورحواری بھی اس خبر کو باربارمسیح کے حق میں بیان کرچکے ہیں چنانچہ یوحنا ۵باب آیت ۴۶میں ہے اگرتم موسیٰ پر ایمان لاتے تومجھ پر بھی لاتے اس لئے کہ اُس نے میرے حق میں لکھا ہے لیکن جب تم اُس کی لکھی ہوئی بات پر ایمان نہیں لاتے تو میری باتوں پر کیونکر ایمان لاؤ گے۔پھر یوحنا کے پہلے باب کی آیت ۴۵ میں ہے فیلبوس نے نتھانئیل سے کہا جس کا ذکر موسیٰ نے توریت میں اوراورنبیوں نے کیا ہے ہم نے اُس پایا وہ یوسف کا بیٹا عیسیٰ ناصری ہے۔ پھر لوقا کے ۲۴باب آیت ۲۸ میں ہے اورموسیٰ سے لے کر سب نبیوں کی وہ باتیں جو سب کتابوں میں اُس کے حق میں ہیں اُن کے لئے بیان کیں۔ پراعمال کے ۷باب آیت ۳۸ میں ہے یہ وہی موسیٰ ہے جس نے بنی اسرائیل کو کہا کہ خداوند تمہارا خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اٹھائیگا اُس کی سنو۔پھر اعمال کے ۳باب آیت ۲۲ میں ہے موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ وہ خداوند جو تمہاراخدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اٹھائیگا۔پس اب ہم ان سب نبیوں کو جھوٹا ٹھہرا کر مولوی صاحب کی بیدلیل بات کیونکر تسلیم کریں کیونکہ ہم کو کتب الہامیہ سے بڑی سند مل چکی ہے کہ یہ آیات ضرور حضرت عیسیٰ کے حق میں ہیں نہ حضرت محمد کے اورلفظ برادران جس سے مولوی صاحب بنی اسماعیل مراد لیتے ہیں یہ بھی بڑا تکلف ہے۔ پادری فینڈر صاحب نے میزان الحق میں اس کو خوب واضح کردیا ہے علاوہ ازیں بنی اسرائیل آج تک بنی اسماعیل کو اپنا بھائی قرارنہیں دیتے بلکہ غیر قوم جانتے ہیں۔ اب رہی تشبیہ سو حضرت عیسیٰ کو حضرت موسیٰ سے کمال درجہ کی تشبیہ ہے مولوی رحمت اللہ وآل حسن جواحکام شرعیہ میں حضرت محمد کو تشبیہہ دیتے ہیں محض غلط کیونکہ وہ سب احکام جو محمدی تعلیم میں مذکور ہیں سب موسیٰ ہی کی شریعت ہے اورتوریت ہی سے انتخاب ہوکر خواہ عمداً خواہ تواردا قرآن میں لکھے گئے ہیں یہ تشبیہہ موسیٰ سے نہیں ہوسکتی تشبیہہ کمالات میں دینا چاہیے۔پس دیکھو کہ کمالات میں موسیٰ کی مانند حضرت محمد ہیں یا حضرت عیسیٰ ہیں موسیٰ جب پیدا ہوئے تو بچوں کو فرعون نے مارا مسیح جب تولد ہوئے ہیرودیس نے بیت الحم کے

لڑکوں کو قتل کیا موسیٰ چالیس دن پہاڑپر بھوکا رہا مسیح بھی چالیس رات دن پہاڑپر بھوکا رہا موسیٰ کا منہ خدا کے جلال سے چمکنے لگا پھر موسیٰ مسیح کا چہرہ بھی خدا کے جلال سے چمکنے لگا پھر موسیٰ ایک جسمانی شریعت لایا مسیح اُس سے بڑھ کر خدا کا فضل اورروحانی شریعت لایا موسیٰ نے عجیب وغریب معجزہ دکھلائے مسیح نے اُس سے زیادہ عجیب معجزات دکھلائے الغرض کمالات ذاتیہ میں مشابہت درکار ہے سومسیح میں کماحقہ موجود ہے حضرت محمد میں ہرگز مشابہت موسوی ثابت نہیں ہوتی اوراحکامات شرعیہ کی تشبیہہ بالکل ناقص ہے علاوہ ازیں اُسی باب کے ۱۵سے ۱۹ آیت تک خود موسیٰ نے اس مشابہت کا ذکر کردیا ہے کہ وہ آئندہ نبی کس طرح کی مشابہت رکھیگا۔رہا مطالبہ اگر تمہارے قول کے مطابق مطالبہ دنیاوی مراد لیں توبھی یہ صفت مسیح میں ہے نہ حضرت محمد میں کیونکہ جن لوگوں نے مسیح کی نہ سنی اُن سے خدا تعالیٰ نے بڑا مطالبہ کیا چنانچہ قیامت کا نمونہ یروشلیم کی تباہی میں دکھلادیا اوروہ یہودی جو مسیح کے برخلاف تھے برباد ہوئے آج تک پراگندہ اور بے عزت مارے مارے پھرتے ہیں سو اُن کے اورلوگ بھی جو مسیح کے برخلاف ہیں بالکل جہان سے گھٹتے اوربحالت تنزل تباہ ہوتے جاتے ہیں سیدنا مسیح کے لوگوں کو جہان میں ایسی ترقی اوررونق دے رہا ہے کہ اٹھارہ سو برس میں دیکھو کیا کچھ ترقی ہوئی یہ خبر کسی طرح حضرت محمد کے شان میں نہیں ہوسکتی ضرورمسیح کے حق میں ہے۔

تیسری خبر

استشنا ۳۲باب آیت ۲۱میں ہے اُنھوں نے اس کے سبب سے جو خدا نہیں مجھے غیرت دلائی اوراپنی باطل باتوں سے مجھے غصہ دلایا سومیں بھی اُنہیں اُس سے جو گروہ نہیں غیرت میں ڈالونگا اورایک بے عقل قوم سے اُنہیں خفا کرونگا۔

مولوی رحمت اللہ کہتے ہیں کہ بے عقل قوم سے مراد عرب ہیں یعنی اُن میں نبی پیدا کرونگا عیسائی کہتے ہیں کہ پہلی خبر میں جو لفظ برادران تھا اُس کے سبب سے مولوی صاحب بنی اسرائیل کے بھائی بنے تھے اب اس خبر کے لینے کو غیر قوم بن گئے شاید مولوی صاحب کے نزدیک اجتماع ضدین جائز ہے۔ واضح ہو کہ یہ کسی نبی کی خبر نہیں ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ غیرقومیں ایمان لائینگی۔ اس لئے اُن بنی

اسرائیل کو جو ایمان نہیں لائے غیرت ہوگی چنانچہ یہی ہوا جیسے متی کے ۸باب آیت ۱۰ میں لکھا ہے کہ یسوع نے تعجب کرکے فرمایا کہ میں نے بنی اسرائیل میں بھی ایسا ایمان نہ پایا میں تمہیں سچ کہتاہوں کہ بہتیرے پورب وپچھم سے آئینگے اورابراہیم واسحاق اوریعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں بیٹھینگے۔ یہ کتنی بڑی غیرت اُن کے واسطے ہوگی علاوہ ازیں اس مقام کو پولوس رسول نے رومیوں کے ۱۰باب آیت ۱۹ سے ۲۱تک صاف بیان کردیاہے۔ کہ پھر میں تمہیں کہتاہوں کہ کیا اسرائیل آگاہ نہ ہوا پہلے موسیٰ نے ذکر کیا کہ میں اُن سے جو قوم نہیں ہیں تم کو غیر دلاؤنگا۔اورقوم نادان سے تمہیں غصہ پر لاؤنگا پھر یسعیاہ بے پرواہ ہوکے صاف کہتاہے کہ جنہوں نے مجھے نہیں ڈھونڈا پاگئے اور جنہوں نے مجھے نہیں پوچھا اُن پر میں ظاہر ہوا پر اسرائیل کے حق میں کہتا ہے کہ تمام دن اپنے ہاتھ ایک قوم کےلئے جو نافرمانبرادر اورحجتی ہے بڑھائے ہوئے ہوں۔پھر اسی خدا کے ۱۱باب آیت ۱۱میں ہے نجات غیرقوموں کو ملی تاکہ اُنہیں اُن سے غیرت آئے۔ اب دیکھو کہ پولوس رسول اس خبرکواُن غیر قوموں کے حق میں بیان فرماتے ہیں کہ جو مسیح پر ایمان لائے پھر ہم مولوی صاحب کی تقریر بیدلیل اور باتکلف محض بیجا کس طرح تسلیم کریں کہ عرب سے مراد ہے اورکسی نبی کی خبرہے حالانکہ کوئی قرینہ بھی نہیں۔

چوتھی خبر

۴۵زبورتمام مولوی رحمت اللہ فرماتے ہیں کہ اس زبور میں صفات مندرجہ ذیل مذکورہیں اوریہ سب صفات حضرت محمد میں موجود تھیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے ہر ایک صفت کی کچھ کچھ تشریح بھی قرآن وحدیث سے اپنی کتاب میں ذکرکی ہےصفات یہ ہیں: حسن ،فصاحت، پہلوانی، شمشیر ، وتیر اندازی،امور عجیبہ کا اُس سے ظہور میں آنا امراء کا اُس کو تحائف بھیجنا۔اُس کے فرزندوں کا امیرہونا۔ پشت درپشت اُس کے نام کا اشتہارہونا۔ گروہ ہائے جہان کا مطیع ہونا۔ بنات سلاطین کا اُس گھرمیں داخل ہونا۔ اُس کی تعریف جہان میں ابدالاآباد ہونا۔

ہم کہتے ہیں کہ مولوی صاحب کتب مقدسہ کے مطالب سے بخوبی واقف نہیں ہیں او رکلام ربانی کی اصطلاحات سے بھی خبردارنہیں ورنہ اس خبرکو جو حضرت

عیسیٰ کے شان میں ہے حضرت محمد پر ہرگز نہ جماتے چنانچہ ہم اس کا بیان کرتے ہیں ناظرین کو چاہیے کہ زبورکو کھول کر دیکھیں کہ لکھا ہے توحسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے حضرت محمد حسن میں بنی آدم سے ہرگز زیادہ نہ تھے۔ ہاں خوبصورت ہونگے پر نہ اس قدرکہ بنی آدم سے فوقیت لیجائیں اوروہ جو مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ اور ابوھالہ نے اُن کے حسن کا ذکر کیا ہے۔ بیشک اُن کے حدیث میں کچھ اُن کے حسن کا مذکور ہے لیکن اُنہوں نے یہ نہیں کہا کہ حضرت محمد بنی آدم سے حسن میں کہیں زیادہ تھے اگر بنی آدم سے حسن میں زیادہ ہوتے تو اکثر صحابہ اس عجیب بات کا ذکر ضرورکرتے یہ لوگ اصحاب صفہ[1] میں سے تھے یہ تعریف نہ کریں تو اور کون کرے۔واضح ہو کہ یہ صفت حضرت عیسیٰ کی ہے داؤد کہتا ہے کہ توحسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ ہے یعنی اگرچہ تواپنے تئیں بنی آدم کہیگا لیکن تو حسن میں بنی آدم سے کہیں زیادہ بنی آدم کا یہ منصب نہیں جو تیرا منصب ہے تو الوہیت کے درجہ میں ہے جو کہ بنی آدم سے زیادہ مرتبہ ہے یوحنا رسول پہلے باب کی آیت ۵ میں کہتا ہے نور تاریکی میں چمکتا ہے اورتاریکی نے اُسے دریافت نہ کیا پھر ۳ باب آیت ۱۹ میں کہتا ہے نور جہان میں آیا اورانسان نے تاریکی کو نور سے زیادہ پیا رکیا۔ پھر ۸ باب آیت ۱۱ میں ہے تب یسوع نے اُنہیں کہا جہان کا نورمیں ہوں۔

تیرے ہونٹوں میں فضل بتایا گیا ہے۔ مولوی رحمت اللہ کہتے ہی نکہ یہ حضرت محمد کی فصاحت کا ذکر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حضرت محمد میں صرف لفظی فصاحت تھی اُس پر بھی عرب ہمیشہ اعتراض کرتے رہے مضامین عالیہ حضرت محمد سے کبھی سرزد نہیں ہوئے جو کہ اصلی فصاحت اوربلاغت ہے اُن کی تعلیم جب کہ عرب نے سنی تو اُن کو شاعر یا مجنوں یا ساحر بمعنی فریبندہ کہا ۔ مگر حضرت عیسیٰ کی ایسی فصاحت تھی کہ حکماء یونان بھی حیران ہوگئے اورکوئی اُن کو فریبندہ یا شاعر یا مجنوں نہ کہہ سکا۔ اورآج تک علماء حکماء جو بنظرِ انصاف مسیح کی تعلیم کو دیکھتے ہیں حیران ہوجاتے ہیں اورکبھی اُس پر اعتراض نہیں کرسکتے دیکھو لوقا کے ۴ باب آیت ۲۲ میں ہے۔ اُن عمدہ باتوں سے جو اُس کے منہ سے نکلتی تھیں تجب کرکے کہا کیا یہ

---

[1] اصحاب صفہ وہ ہوتے ہیں جو بامید طعام دروازہ پر بیٹھے رہتے ہیں۔

یوسف کا بیٹا نہیں۔ اورمتی کے ۱۳باب آیت ۵۴ میں ہے ایسی تعلیم دی کہ وہ حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ اُس نے یہ حکمت ومعجزے کہاں سے پائے۔ پھر مرقس کے ۶باب آیت ۲ میں اورلوقا کے ۲باب آیت ۴۸ میں اوریوحنا کے ۶باب آیت ۴۲ میں دیکھو کہ حضرت مسیح کی فصاحت کا ذکرلکھا ہے سواء اس کے یہ کتنا بڑا فضل اُس کے ہونٹوں میں تھا کہ اُس کے حکم سے اندھوں کی آنکھیں لنگڑوں کی ٹانگیں گونگوں کی زبان لگ جاتی تھی اُس کے ہونٹوں کے حکم سے مردے جیتے تھے پلید روحیں نکلتی تھیں اُس کے ہونٹوں کے فضل سے روٹیوں میں برکت ہوتی تھی ہوائیں ٹھہر جاتی تھیں دریا موج سے باز رہتے تھے لوگوں کے گناہ معاف ہوتے تھے اُس کے منہ کے حکم سے دوسرے لوگ بھی معجزے کرتے تھے۔ بھلا اب انصاف کرو کہ حضرت مسیح کے ہونٹوں میں فضل تھا یا حضرت محمد کے جن سے کبھی بھی کوئی معجزہ نہ کوئی برکت ظہورمیں آئی۔ اے پہلوان تو جاہ وجلال سے اپنی تلوارحمایل کرکے پنی ران پر لٹکا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ ایک دفعہ حضرت محمد نے ابوالاسد پہلوان کو کشتی میں مارا تھا اوراسلئے وہ پہلوان ہوئے اورتلواربھی اُنہوں نے باندھی ہے حضرت مسیح نے کبھی نہیں باندھی۔میں کہتاہوں کہ یہ سب استعارے ہیں یہ الفاظ اپنے حقیقی معنی میں مستعمل نہیں ہوئے ورنہ پہلوان اگر اپنے حقیقی معنی میں لیا جائے تو عیب ہے نہ ہنر کیونکہ یہ کام قوت نفسانی وجسمانی سے متعلق ہے پہلوان وہ ہے جس میں قوت روحانی زیادہ ہو۔ پس دیکھو مسیح نے اپنی روحانی قوت سے اس جسمانی جہان پر کس قدرفتح پائی کہ اظہر من الشمس ہے۔ رہی تلواروہ بھی حقیقی معنوں میں نہیں ہے بلکہ اُس سے کلام ربانی مراد ہے سند اسکی یہ ہے کہ عبرانیوں کا خط ۴باب آیت ۱۲ میں لکھا ہے۔کیونکہ خدا کاکلام زندہ اور تاثیر کرنے والا اور دودھاری تلوار سے تیز ہے اورجان اورروح اوربند بندوگودے گودے جو جدا کرکے گذر جاتا ہے اوردل کے خیالوں اور ارادوں کو جانچتا ہے۔ پھر یسعیاہ نبی کے ۴۹ باب آیت ۲ میں ہے اُس نے میرے منہ کو تیزتلوارکی مانند کیا۔ پھر مکاشفات کا پہلا باب آیت ۱۶ میں ہے اُس کے منہ سے دوھاری تلوار نکلتی تھی۔ اور۱۹باب آیت ۱۵ میں ہے۔ اُس کے منہ سے ایک تیز تلوار نکلتی ہے الغرض تلوار بمعنی کلام ربانی استعارہ ہے حقیقی معنی میں نہیں ہے۔اورخیال کرنا چاہیے کہ محمدی تلوار

کی نسبت یہ تلوار کتنی زیادہ تیز اور مفید ہے اُس تلوار کا اثر اور زور شور تھوڑے دنوں کا تھا سوجاتا رہا لیکن اس تلوار مسیحی نے ایک ایسا ملک فتح کیا کہ جہان میں دین عیسائی کو پھیلادیا اورایک بڑا معجزہ دکھلایا حقیقت میں یہی تلوار دلوں کو گھائیل کرتی ہے اوربس۔ تیرا دہنا ہاتھ تجھ سے ہیبتناک کام دکھائیگا حضرت محمد نے کوئی ہیبتناک کام نہیں دکھایا معجزہ تک کوئی اُن سے صادر نہیں ہوا ہیبتناک کام سوائے حضرت عیسیٰ کے کس نے دکھلائے اور وہ جو مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ جنگ حنین میں ایک مشت خاک حضرت محمد نے پھینکی تھی سب مخالفوں کی آنکھوں میں جا پڑی یہ ہیبتناک کام ہوا۔ واضح ہو کہ یہ معجزہ ہی غلط ہے چنانچہ اس کا بیان اُوپر ہوچکا ہے کہ کہیں سے اس معجزے کا وقوع ثابت نہیں البتہ اُن کی ایک غیر معتبر حدیث میں تو آیا ہے لطف یہ ہے کہ بار بار عیسائیوں نے مولوی صاحب سے کہاکہ احادیث کی سند ہم کو نہ دوکیونکہ وہ بالکل مبحث سے خارج اور غیر معتبر ہیں تاہم مولوی صاحب بے دھڑک حدیث پیش کردیتے ہیں پس واضح ہو کہ یہ جنگ حنین میں خاک ڈالنے کا قصہ قرآن سے مفہوم نہیں ہوتا اس لئے نامعتبر ہے۔

اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے تونے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ہے۔ اسی لئے خدا نے جو تیرا خدا ہے۔ خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا یعنی مسیح کیا۔ ان آیتوں میں اُس آنے والے کو داؤد نے خدا کہا ہے پس کیا حضرت محمد خدا تھے نعوذ باﷲ یہ تو صاف مسیح کے حق میں ہے اوریہ بھی لکھا ہے کہ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے حضرت محمد کی سلطنت کا عصا لوہے کی مجازی تلوار تھی لیکن مسیح نے راستی کے ساتھ اپنی روحانی سلطنت قائم کی ہے۔ بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں اُوپر کی آٹھویں آیت میں اُس شادی کا اشارہ ہے جو کہ مسیح اوراُس کی کلیسیا کے درمیان ہونے والی ہے جس کا ذکر کتب مقدسہ کے کئی مقاموں سے صاف ظاہر ہے اسی طرح سے نویں آیت میں بھی شادی کا مذکور ہے جوکہ کلیسیا کے ساتھ مسیح کی شادی ہوگی اوریہ پیش خبری اُس وقت پوری ہوگی کہ جب پھر مسیح تشریف لائینگے۔

یہاں پر یہ مراد ہے کہ بادشاہوں کی بیٹیاں یعنی نہایت نیک بخت وپارسا عورتیں تیرے پیش بہاؤں میں ہیں یعنی

تیرے برگزیدوں میں جن سے تو راضی ہے نہ یہ کہ تیری مجازی جوروئیں ہیں واضح ہو کہ مسیح کلیسیا کو دولہ کہلاتا ہے اورکلیسیا کو زن ودولہن سے کتب مقدسہ میں تشبیہ دی گئی ہے اوریہ نہایت دقیق بات ہے جو لوگ کتب مقدسہ کے مطالب سے خوب واقف ہیں۔ اس لطف کو وہی سمجھینگے۔ علاوہ ازیں بادشاہوں کی بیٹیاں بمعنی بادشاہ لوگ بھی آیا ہے چنانچہ میکا ۴باب آیت ۸ میں ہے صیہون کی بیٹی کی حصین گڑھ یعن صیہون کے باشندوں کی حصین گڑھ۔ پھر اسی باب اسی آیت یں ہے یروشلیم کی بیٹی تک۔ یعنی یروشلیم کے باشندہ تک اسی طرح بادشاہوں کی بیٹیاں بمعنی بادشاہ لوگ آیا ہے یہ تو کتب مقدسہ کا عام محاورہ ہی بہت جگہ یہ الفاظ آئے ہیں اور وہاں پر دختران کے معنی نہیں ہوسکتے فتامل ۔ اوریہی جومولوی رحمت اللہ کہتے ہیں کہ شہر بانوں ایران کے بادشاہ کی بیٹی امام حسین کے ساتھ عقد کی گئی تھی۔ اس لئے یہی خبر حضرت محمد کے حق میں محض واہیات بات ہے۔اورجو یہی بات ہو توبہت لوگوں نے بادشاہوں کی لڑکیوں سے شادیاں کی ہیں چاہیے کہ وہ نبی ہوں یا اُن کے باپ دادے نبی قراردئیے جائیں۔

ملکہ اوفیر سونے سے آراستہ ہوکر تیرے دھنے ہاتھ کھڑی ہے اوفیر کسی جگہ کا نام ہے جہاں سے سلیمان کی سلطنت میں سونا آتا تھا مراد یہ ہے کہ غیر قومیں بھی اپنے اعمال یا اپنے ایمان کے سونے سے آراستہ ہوکر تیرے حضور میں کھڑی ہونگی خواہ صالحین ہوں یا صالحات۔اوبیٹی سن لے اورسو اوراپنے کان ادھر دھر اوراپنے لوگوں اوراپنے باپ کے گھر کو بھول جا کہ بادشاہ تیرے جمال کا نپت مشتاق ہے کہ وہ تیرا خاوند ہے تواُسے سجدہ کر۔ یہاں پر بھی صاف ظاہر ہے کہ مراد بیٹی سے کلیسیا اور خاوند وشوہر سے مراد حضرت مسیح ہیں اوریہ جو کہا کہ اپنے گھر کو بھول جا یعنی اپنی حالت سابقہ کو جبکہ مسیح کی کلیسیا میں داخل نہ ہوئے تھے بھول جاؤ اس شادی کا ذکر اور مسیح کا دولہ ہونا اورکلیسیا کو زن ودلہن سے تشبیہ دیا جانا علاوہ عہد عتیق کے مکاشفات میں خوب تشریح کیا گیا ہے اورسلیمان کی غزل الغزلات میں بھی بہت ذکر ہے چنانچہ مکاشفات کے ۱۹باب آیت ۹، میں ہے آؤ ہم خوشی وخورمی کریں اوراُس کو عزت دیں اسلئے کہ برہ کا بیاہ آپہنچا اوراُس کی دلہن نے آپ کو سنوارا ہے اوراُسے یہ دیا گیاکہ

صاف وشفاف مہین سوت کا کپڑا پہنے کہ مہین سوت کا کپڑا مقدسوں کی راستبازی ہے۔

" اور سور کی بیٹی ہدیہ لائیگی قوم کے دولتمند تیری خوشامد کرینگے شہزادی گھر کے اندرکل جلالی ہے اُس کا لباس سراسر تاش کا ہے وہ رنگین فرشوں پر بادشاہ پاس لا ئی جاتی ہے کنواری عورتیں جواُس کی سہیلیاں ہیں تیرے پاس پہنچائی جاتی ہیں خوشی وشادمانی سے وہ پہنچائی جاتی ہیں وہ بادشاہ کے محل میں داخل ہوتی ہیں۔ سور کی بیٹی یعنی سور کے باشندے سورنام ہے کسی شہر کا سلیمان کے وقت میں سور کے باشندوں کے ساتھ بنی اسرائیل تجات کرتے تھے مگر یہاں پر مراد سور سے عام ممالک غیر قوموں کے ہیں یعنی غیر قوموں کے باشندے تجھ پر ایمان لائینگے۔ قوم کے دولتمند تیری خوشامد کرتے ہیں اورقیامت کو سب جھکینگے خود داؤد نے ۲۲ زبور کی آیت ۲۹ میں کہہ دیا کہ جوخاک میں ملتے ہیں اُس کے حضورجھکینگے۔ شہزادی گھر کے اندرکل جلالی ہے۔ یہ بھی مسیح کی صفت ہے کہ اُس کی کلیسیا جو شہزادی ہے۔ بالکل جلالی ہے نہ جسمانی جیسے مولوی صاحب سمجھے ہیں۔ اُس کا لباس سراسر تاش کا ہے۔ تاش بادلہ محمدی مذہب میں پہناہی حرام ہے یہ تاش کا لباش مسیح کے مقدسوں کی راستبازی ہے جیسے کہ اوپر گذرا۔ کنواری عورتیں الخ۔ یہ حالت بھی مسیح کی کلیسیا کی ہی مسیح کے مذہب میں بہت سی کنواری عورتیں ہیں جو اُس کی کلیسیا کی سہیلیاں ہونگی۔ محمدی مذہب میں کنواری رہنا ہی جائزنہیں ہے۔ اس کے سوا کنواری عورتوں سے مراد پرہیزگارلوگ ہیں نہ کہ خاص عورتیں۔

وہ اپنے بیٹوں کو ساری زمین کا سردار بنائیگا۔مولوی رحمت اللہ کہتے ہیں کہ امام حسن جوحضرت محمد کے منہ بولے بیٹے تھے وہ سردارہوئے تھے۔ یہ بھی غلطی ہے کیونکہ اُن کو تو یزید نے بالکل سلطنت ہی نہ کرنے دی تھی بلکہ اُنکے والد ہی کے وقت میں زوال آگیا تھا۔ علاوہ ازیں لفظ بیٹوں جمع کے ساتھ ہے اس لئے یہ اشارہ ہی حوارین کی طرف کہ مسیح نے اُن کو سردار مقرر فرمایا ہے اورباره کو باره سردار قرار دیا ہے اوراُن کی روحانی سلطنت جو جسمانی سے بدرجہا اعلیٰ وافضل ہے یہاں تک پہنچی کہ حاجت بیان کی نہیں۔ مولوی صاحب نے یہ بھی نہ سوچا کہ داؤد کہتا ہے۔ ساری زمین کا سردار۔ پس کون شخص محمدیوں میں سے ساری زمین کا سردار

ہوا بخلاف مسیح کے کہ اُس نے فرمایا کہ ایک گڈریا اورایک گلہ ہوگا اورحواریوں کے حق میں فرمایا کہ تم زمین کی حدوں تک میرے گواہ ہوگے اورمتی ۱۹باب آیت ۲۸ میں ہے جب ابنِ آدم اپنے جلال کے تخت پر بیٹھیگا تم بھی بارہ تختوں پر بیٹھوں گے اوراسرائیل کے بارہ گھرانے کی عدالت کروگے۔

میں ساری پشتوں کو تیرا نام یا دلاؤنگا پس لوگ ابد الاباد تیری ستائش کرینگے ۔حضرت محمد کا نام ساری پشتوں کو یاد دلایا نہیں گیا اُن کے آبا واجداد میں سے صرف اسماعیل وقیدار کا نام کتاب میں ہے۔ یہی صفت بھی مسیح میں پائی جاتی ہے کہ آدم سے لے کر سب انبیاء صراحتاً یا اشارتاً اُس کا نام پکارتے آئے اورباقی ماندہ جہان کے لوگ تھی اُس کا نام لیتے ہیں اُس دن سے آج تک یہ نام ترقی پر ہے اورقریب آگیا ہے کہ ساری زمین پر مسیح کی منادی ہوجائے۔پس یہ تمام زبور مسیح واُس کی کلیسیا کے بیان میں ہے کہ کسی طرح طرح ثابت نہیں ہوسکتا کہ حضرت محمد کے شان میں ہویہ دعویٰ مولوی رحمت اللہ صاحب کا غلط ہے۔

پانچویں خبر

۷۲ زبور تمام۔ چونکہ اس جگہ مولوی صاحب نے بالکل آنکھوں پر ٹھیکری رکھ لی ہے کوئی لفظ اس خبر میں ایسا نہیں جو حضرت محمد پر صادق آئے اس لئے سارے زبور کو لکھ کر لفظ بلفظ بیان کرنا موجب تطویل ہے ناظرین خود زبور کو دیکھ لیں کہ صاف سلیمان اورمسیح کے حق میں ہے تعجب یہ ہے کہ دوصفتیں جو اس میں مذکورہیں اُن کی تشریح مولوی صاحب نے ازالتہ الاوہام میں نہیں کی بلکہ دبا گئے وہ یہ ہیں۔ بادشاہ کی بیٹی کو اپنی صداقت دی۔ یہاں پر بیٹے سے مراد اگر سلیمان کی لیں تو وہ داؤد بادشاہ کا بیٹا ہے اور اگر مسیح سے مراد لیں تو وہ جسمانی نسب کے طورپر داؤد کا بیٹا ہے اورروح کے طورپر بادشاہ حقیقی یعنی خدا کا بیٹا ہے حضرت محمد کسی بادشاہ کے بیٹے نہ تھے دوسرے یہ کہ ۱۵آیت میں ہے۔ وہ جیئے گا ۔ حضرت محمد تو مرگئے مگر مسیح آج تک زندہ ہے اورہمیشہ ابدالآباد جئے گا۔

چھٹی خبر

۱۱۲ زبور تمام۔ اس کو بھی حضرت محمد کی شان میں مولوی صاحب نے جمایا ہے لیکن یہ زبور دیندار لوگوں کے حق میں ہے نہ مسیح کے اورنہ حضرت محمد کے ناظرین خود دیکھ کر انصاف کریں کہ کون سا لفظ حضرت محمد کے حق میں ہے۔

ساتویں خبر

۱۴۹ زبور آیت ۱ سے ۹ تک اس زبور کو مولوی صاحب حضرت محمد کے حق میں بتلاتے ہیں صرف دودھاری تلوار نے اُن کو شک میں ڈالا ہے سو اُس کی حقیقت " چوتھی خبر" میں راقم نے بیان کردی ہے کہ دودھاری تلوار سے کلام ربانی ان کتابوں میں مراد ہوا کرتی ہے کیونکہ بولنے والے اورسنے والے ہر دو کے نفس امارہ کو قتل کرتی ہے جیسے کہ انجیل سے صاف ظاہر ہوچکا ہے۔

آٹھویں خبر

زبور اول آیت ۶ وغیرہ مقامات اس کے مراد ف ذکر کرکے کہتے ہیں کہ دین محمدی اگر حق نہیں تو کیوں اب تک نیست نابود نہ اوروہ آیت یہ ہے۔ " شرویر کی راہ نیست ونابود ہوگی" مولوی صاحب نے تواریخیں نہیں دیکھیں یہ نہیں جانتے کہ جس دن سے عمر کی وفات ہوئی اُسی دن سے دین محمد گھٹنا شروع ہوگیا ہے اورایسے آثار ابتک نمایاں ہیں کہ کچھ عرصہ میں صفحہ جہان سے بالکل نیست ونابود ہونے والا ہے اگر مولوی صاحب کی یہ مراد ہے کہ بارہ سوبرس سے بعض مقام میں کسی واسطے جاری ہے توجواب یہی ہے کہ اگر یہی دلیل حقیقت کی ہے تو ہنود بدرجہ اولیٰ مذہب حق پر ہونگے او رمسیحی دین جو اٹھارہ سوبرس سے ترقی پرہی اور ہرایک مذہب کو دباتا چلا جاتا ہے اُس کو برحق کیوں نہیں سمجھتے یہ حجت مولوی صاحب کی اپنے مذہب کے حق میں ذکر کرنا محض ناحق ہے اس کا ثبوت دین عیسائی میں پایا جاتا ہے۔

نویں خبر

زبور ۱۵ تمام۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ کوہ صیہون پرروم کی علمداری مدت سے ہے اوراس زبورمیں لکھا ہے کہ جو شخص سود ورشوت وغیرہ نہ لیگا وہ وہاں پر بسیگا اس لئے یہ ہمارے نبی کی خبر ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اول تو مولوی صاحب کوہ صیہون کے معنی نہ سمجھے کوہ صیہون سے مراد ہے خدا کے جلال وتقدس کا مکان یعنی وہ عالی درجہ جو خدا کے مقدسوں کو عنایت ہوتا ہے نہ وہ پہاڑ جو یروشلیم میں ہے ورنہ چاہیے کہ وہ راستباز جس کا آیت میں ذکر ہے ہے اُس پہاڑپر ابدالاباد بیٹھا رہے ایسے کوہ مقدس کا ذکر ۳ زبور کی آیت ۴ میں بھی ہوا ہے کہ اُس نے میری دعا کوہ مقدس پر سے سن لی یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ مراد کوہ مقدس سے جلال وجمال کا مقام ہے نہ یروشلیم کا پہاڑ۔ اصل یہ ہے کہ داؤد راستباز لوگوں کا ذکر کرنا ہے کہ خدا کے برگزیدے وہ لوگ ہیں جن میں صفات مندرجہ زبورہذا ثابت ہوں کسی نبی یا کسی اُمت کی خبر نہیں دیتا۔ اور مولوی صاحب کو یہ خبرنہیں کہ خود داؤد نے اس پہاڑپربسنے والے کا پتہ ونشان کئی مقام پر ظاہر کردیا ہے کہ وہ خدا کا بیٹا اور قادرمطلق ہوگا چنانچہ زبور۲ میں ہے۔

قومیں کس لئے جوش میں ہیں اورلوگ باطل خیال کرتے ہیں زمین کے بادشاہ سامنا کرتے ہیں اورسردارآپس میں خداوند اوراُس کے مسیح کے برخلاف منصوبہ باندھتے ہیں کہ آؤ ہم اُ ن کے بند کھول ڈالیں اوراُن کی رسی اپنے سے توڑ پھینکیں وہ جو آسمان پر تخت نشین ہے ہنستا ہے اور خداوند اُنہیں ٹھٹھوں میں اڑاتا ہے اور وہ غصہ سے اُنہیں کھائیگا او رنہایت بیزارہوکے اُنہیں پریشانی میں ڈالے گا یقیناً میں نے اپنے بادشاہ کو ہِ مقدس صیہون پر بٹھلایا ہے میں حکم کوظاہر کرونگا کہ خداوند نے میرے حق میں فرمایا تو میرا بیٹا آج کے دن میں نے تجھے جنا مجھ سے مانگ کہ میں تجھے اُمتوں کا وارث کردونگا اورزمین سراسر تیرے قبضہ میں کردونگا تولوھے کے عصا سے اُنہیں توڑیگا کمہار کے برتن کی مانند چکنا چورکریگا پس اے بادشاہ ہوشیارہو اوراے زمین کے منصفو تربیت پاؤ ڈرتے ہوئے خدا کی بندگی کرواورکانپتے ہوئے خوشی کرو بیٹے کو چومو تا نہ ہو وہ بیزارہو اورتم بیراہ ہوکے ہلاک ہو جب اُس کا قہر ذرہ بھی بھڑکے سعادت مند وہ

سب جن کا توکل اُس پر ہے۔ پھر ۲۴زبور پڑھ کر دیکھو کہ کوہ مقدس کس کے لئے ہے ہاں مولوی صاحب کو لفظ سود اس خبر کے لینے کو برانگیختہ کیا ہے کیونکہ قرآن میں سود کھانے کی ممانعت آئی ہے۔ مگر واضح ہو کہ مولوی صاحب نے یہاں پر بڑا مغالطہ دیا وہ یہی ہے کہ لفظ سود تو زبور سے لیا اوراُس کے معنی اصطلاحی وہ سمجھے جو ۲۱۲۰ برس بعد اہل اسلام کی تجویز سے مقرر ہوئے ہیں انصاف یہی چاہتا ہے کہ جس کتاب سے وہ لفظ اخذ ہوا ہے اُسی کتاب سے اُس کے اصطلاحی معنی دریافت کرنے چاہیئں ۔ پس مخفی نہ رہے کہ یہود کی اصطلاح میں زیادتی بیجا کو سود کہتے ہیں اور وہ شریعت موسوی میں اپنے بھائیوں اورغرباء کے سواء اجانب ودیگر اقوام سے لینا جائز ہے چنانچہ استشنا کا ۲۳باب آیت ۱۹ سے ۲۰ تک لکھا ہے تواپنے بھائی کو سودی روپیہ یا سودی طعام یا اورکوئی چیز سودی عاریت مت دے تو مسافر کو سودی قرض دے سکتا ہے پر اپنے بھائی کو سودی قرض مت دے یہ فخر مولوی صاحب کا ہے کہ ہم سود نہیں لیتے بیجا ہے کیونکہ جس نام اُنہوں نے سودرکھا ہے وہ ایک قسم کی تجارت ہے اُس کا لینا جائز ہے شریعت موسوی میں منع نہیں اوراگریہی بات ہے تو عیسائی بدرجہ اولیٰ فخر کرسکتے ہیں کیونکہ انجیل میں لکھا ہے تم قرض دوپر واپس لینے کی اُمید نہ رکھو دیکھو یہاں تک بھلائی کی جاتی ہے سود توالگ رہا اصل زر بھی معاف کیا جاتاہے۔ یہ صفت بھی اہل اسلام سے زیادہ عیسائیوں میں پائی جاتی ہے اوردیگرصفات جو اس زبورمیں مذکورہیں اگر اُن میں گفتگو کی جائے تو مولوی صاحب کو بہت مشکل ہوگی اس لئے کہ اُن کا ثبوت حضرت محمد میں ہرگزنہیں ہوسکتا۔

دسویں خبر

۱۳۸ زبور۔ ۸ سے ۹ تک اے بابل کی بیٹی جو خود برباد ہوا چاہتی ہے مبارک وہ جو تجھ سے اُس سلوک کا جو تونے ہم سے کیا انتقام لے۔مبارک وہ جو تیرے لڑکوں کوپکڑ کر پتھروں پر پٹک دے۔ پھر یسعیاہ کا ۱۳باب آیت ۱۱بابل جو مملکتوں کی حشمت اورکسدیوں کی بزرگی کی رونق ہے سدوم وغمورا کی طرح ہوجائیگی جن کو خدا نے الٹ دیا۔ پھر مکاشفات یوحنا کا ۱۸باب آیت ۲۔ اُس نے بڑی آواز سے پکار کر کہا کہ بڑی بابل گر پڑی گرپڑی۔ ان سب آیتوں کو اصل

کتاب میں ناظرین کو ملاحظہ کرنا چاہیے۔ مولوی رحمت اللہ کہتے ہیں کہ ان آیتوں کے بموجب مبارک اور برگزیدے بندوں کے ہاتھوں سے شہر بابل اس طرح پر نیست ونابود ہونا چاہیے کہ وہاں ہر وحشی وسباع رہیں اور اُلو بولیں تو اس طرح کی تباہی حضرت عمر کے ہاتھ سے ہوئی ہے اوریہ بھی ظاہر ہے کہ یوحنا رسول تک ایسی تباہی نہ ہوئی تھی ورنہ یوحنا بابل کے گرنے کی پیش خبری کیونکر دیتا اس لئے حضرت عمر مبارک اورنیک بندہ ہیں اوریہ خبر حضرت محمد کی ہے۔

عیسائیوں کا جواب

بابل کی تباہی جس کے ہاتھ سے ہونی تھی خدا نے اُس کا نام پہلے ہی سے بتلادیا ہے کہ میں شہر کو فلاں شخص کے ہاتھ سے تباہ کراؤنگا ۔ چنانچہ یسعیاہ نبی کے ۱۳باب آیت ۱۷ میں ہے دیکھو میں مادیوں کو اُن پر چڑھاؤنگا وہ روپے کو خیال میں نہ لائینگے اورسونے سے خوش نہ ہونگے اُن کی کمانیں جوان لوگوں کو پاش پاش کو ڈالینگی اور وہ رحم کے پھل پر رحمت نہ کرینگے اوراُن کی آنکھیں بچوں سے بے مروتی کرینگی۔ یہ تو صاف یسعیاہ نے کہہ دیا کہ مادی لوگ جوایک قسم کے فارسی ہیں بابل کو خراب کرینگے۔ پھر یسعیاہ کے ۲۱باب آیت ۲ سے ۱۰ تک میں لکھا ہے اے مادی محاصرہ کو دیکھ یہ سوار مرد فارس دو دوآتے ہیں۔ پھر یرمیاہ کے ۵۱باب آیت ۱۱ میں ہے تیروں کو صیقل کروسپروں کو لگاؤ خداوند نے مادیوں کے دلوں کو بھڑکایا ہے کیونکہ بابل پر اُس کا ارادہ ہے۔

پھر دانیال کے ۵باب آیت ۳۱میں ہے اور دارا مادی باستہ برس کا ہوکر مملکت کو تصرف میں لایا۔ جو شخص کہ کتب مقدسہ کے مطالب سے اور تواریخ سے واقف ہے وہ خوب جانتا ہے کہ بابل تو یوحنا کی پیدائش سے بہت دنوں پہلے تباہ ہوچکا اورجن پر غصہ تھا وہ بیخ وبن سے اکھاڑے بھی گئے اوریہ جو یوحنا رسول نے خبردی ہے یہ اُس بابل کی خبر نہیں بلکہ اٹلی کے روم شہر کا نام بابل رکھا گیا ہے دلیل اس کی کئی ایک ہیں اور ازانجملہ یہی ہے کہ وہ بابل تو خراب ہوچکا ویران پڑا ہے اورچونکہ اُس کے بیچوں بیچ دریا جاری تھا اس لئے غا روگڑھے ہوگئے ہیں اورگیدڑبھی بولنے لگے جانور رہنے لگے ضرور یوحنا کسی اور شہر کی خبر دیتا ہے ۔ دوسرے یہ کہ مکاشفات کے ۱۳باب سے ۱۸ باب تک پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شہر سات پہاڑوں پر واقع ہے اور وہاں پر جو

عورت خدا کی گنہگار بیٹھی ہے جس سبب سے وہ بابل تباہ ہوا اُس کے ہاتھ پر لکھا ہے رازبابل کے بزرگ کسبیوں اورزمین کے مکروہات کی ما۔ پھر لکھا ہے کہ وہ عورت سیدنا مسیح کے شہداء کے خون سے متوالی ہورہی ہے اگر وہ قدیمی بابل مراد لیں تو بتلاؤ کہ وہ عورت حضرت عیسیٰ کے شہیدوں کے خون سے کیونکر متوالی تھی یہ سب تو اُس کی تباہی سے پیچھے پیدا ہوئے ہیں۔الغرض یہ چھ باب مکاشفات کے غور سے دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ بابل نہیں اسی واسطے عیسائی لوگ اس پیش خبری کے پورا ہونے کے واسطے روم کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کب تباہ ہوتی ہے۔ مولوی صاحب نے یسعیاہ نبی کے بیان میں یوحنا رسول کا بیان ملا کر کچھ اور ہی نتیجہ نکال کر دکھلایا اوربڑا مغالطہ دیا یہ خبراُن کے حق میں ہرگز نہیں ہوسکتی اورنہ وہ شہر حضرت عمر کے ہاتھ سے تباہ ہوا۔

گیارہویں خبر

یسعیاہ نبی کا ۴۲باب آیت ۹ سے ۱۷ تک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے نبی کی خبر ہے کیونکہ لفظ کیدار سے مطلب پر دلالت کرتا ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ اول آٹھ آیتیں جو صاف حضرت عیسیٰ کے حق میں ہیں مولوی صاحب نے چھوڑدیں اورآیت ۹ سے جو عام لفظ ہیں بیان کرنا شروع کیا۔ واضح ہو کہ اس سارے باب میں اول مسیح کی خبر اوراُس کی حلیمی و وفاداری کا ذکر ہے بعد ازاں یسعیاہ نبی عام لوگوں کو نصیحت کرتا ہےکہ ہر کوئی خواہ سمندرمیں ہو یا جنگل میں یا پہاڑوں میں خواہ عرب وغیرہ جزایر میں جہاں کہیں جو آدمی ہے خوشی کرے اور خدا کی ستائش کرے کیونکہ مسیح اوراُس کی انجیل کا فضل سب کے واسطے عام ہوگا۔ پھر آخرباب میں کہتا ہے کہ جو لوگ مسیح پر ایمان نہ لائینگے وہ ملامت کے لائق ہیں او رلفظ کیدار جو مولوی صاحب اخذ کرتے ہیں اُس کے معنی یہ ہیں کہ باوجود کیدار جو غیر قوم اورنجات سے دور ہے تاہم وہ بھی خوشی کرے کہ خدا تعالیٰ مسیح کو سب کے واسطے یہاں تک کہ کیدار کے واسطے بھی معبوث کریگا نہ یہ کہ کیدار کے گھر میں نبی پیدا ہوگا ورنہ ہر سمندراورہر جزیرہ او رہر جنگل و ہرپہاڑمیں بھی ایک ایک نبی پیدا ہونا چاہیے کیونکہ سب کو خوشخبری دی جاتی ہے۔

بارھویں خبر

یسعیاہ نبی کا ۵۲باب آیت ۱۳ سے ۱۴ تک دیکھو میرا بندہ دانائی سے کامیاب ہوگا وہ بالا اورستودہ ہوگا اورنہایت بلند ہوگا۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ مراد بندہ سے حضرت محمد ہیں کہ وہ دانائی سے کامیاب ہوئے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ لفظ بندہ حضرت مسیح کے حق میں ہے کیونکہ یسوع مسیح کے نام باعتبار جسمانیت اور روحانیت کے کتب مقدسہ میں کئی ایک رکھے گئے ہیں چنانچہ لفظ بندہ و ابن آدم اورخادم اورنبی اوربیٹا خدا کا وغیرہ۔پس یہ لفظ بندہ بھی اسی کےواسطے آیاہے دلیل ہماری یہ ہے کہ یسعیاہ نبی کے ۴۲ باب کی پہلی آیت میں ہے دیکھو میرا بندہ جسے میں سنبھالونگا میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی ہے میں نے اپنے روح اُس پر ڈالی۔ مولوی صاحب بھی جانتے ہیں کہ مسیح پر خدا تعالیٰ کی روح کرھی گئی ہے۔ پھریسعیاہ کے ۴۳باب کی آیت ۱۰ میں ہے خداوند فرماتاہے اورمیرا بندہ بھی جسے میں نے برگزیدہ کیا۔ پھر۴۹باب کی آیت ۳ میں ہے اے اسرائیل تو میرا بندہ ہے تجھ میں اپنا جلال ظاہر کرونگا۔ پھر اسی باب کی آیت ۶ میں ہے میرا بندہ ہو میں تجھے غیر قوموں کے لئے نوربخشونگاکہ تجھسے میری نجات زمین کے سارے کناروں تک پہنچے۔ پھر ۵۳ باب کی آیت ۱۱ میں ہے وہ اپنی جان کے دردوں کا حاصل دیکھ کر سیر ہوگا اپنی معرفت سے میرا صادق بندہ بہتوں کو راستباز ٹھہرائیگا کیونکہ وہ اُن کی بدکاریاں اپنے اوپر اٹھالیگا۔ فلپیوں کا ۲باب آیت ۷ میں ہے بلکہ آپ کو نیچ کیا جبکہ خادم کی صورت پکڑی آدمیوں کی شکل بنا۔ متی ۱۲باب آیت ۱۸ میں ہے دیکھو کہ میرا خادم جسے میں نے چنا میرا پیارا جس سے میرا دل خوش ہے میں اپنی روح اُس پر ڈالونگا اوروہ غیرقوموں کو عدالت کی خبردیگا وہ جھگڑا نہیں کریگا نہ شوراورنہ بازاروں میں کوئی اُس کی آواز سنیگا۔ حضرت محمد تلوارسے اورفساد سے کامیاب ہوئے مگر مسیح دانائی سے کامیاب ہوا اورآج تک اُس کی شریعت اسی صفت کے باعث جہانگیرہوگئی مولوی صاحب نے ان سب آیتوں کو یسعیاہ نبی کی کتاب میں دیکھ کر چھوڑدیا جہاں لفظ عام پایا اورپیر جمتے نظر آئے وہی آیت نکال کر پیش کی تاکہ جہاں کو دھوکھے میں ڈالیں اورمسیح پر ایمان لانے سے باز رکھیں۔

تیرھویں خبر

یسعیاہ نبی کا ۵۴ باب تمام۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ اُن عقیمہ سے مراد شہر مکہ ہے اورمطلقہ سے مراد ہاجرہ اورمنکوحہ سے مرادسارہ اس صورت میں یہ خبرحضرت محمد کی ٹھہرتی ہے۔

عیسائی کہتے ہیں کہ یہ دعویٰ مولوی صاحب کاکہ زن عقیدہ سے مراد شہرمکہ ہے محض بے دلیل بلکہ وہمی بات ہے یہ توصاف غیرقوموں کی کلیسیا کی طرف اشارہ ہے اُن کو تسلی دی جاتی ہے اوراُن کی فراوانی کا ذکر کیا جاتاہے اوریہ جوفرماتے ہیں کہ مطلقہ سے مراد ہاجرہ ہے یہ بھی غلط ہی اس لئے کہ مطلقہ مشبہ بہ واقع ہواہے اسی عقیدہ کا نہ یہ کہ مطلقہ سے کوئی جدا مضمون شروع ہواہے سارے باب میں زن عقیمہ ہی سے خطاب ہے اورزن عقیمہ سے مراد غیر قوموں کی کلیسیا ہے مولوی صاحب نے اس عبارت پربھی خیال نہ فرمایا کہ اُس زن عقیمہ سے کہا جاتاہے کہ تیرا خالق تیرا شوہر ہے یعنی مسیح جو کلیسیا کا شوہر کتب مقدسہ میں کہلاتاہے اُسی کی طرف صاف اشارہ ہے پر لکھاہے کہ اے زن عقیمہ یعنی اے کلیسیا تیرا نجات دینے والا اسرائیل کا قدوس ہے وہ ساری زمین کا خدا کہلائیگا۔

چودھیں خبر

یسعیاہ نبی کا ۶۰باب تمام۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ سارا باب حضرت محمد کے حق میں ہے اور مکہ کے حاجیوں کا بڑا طول طویل قصہ لکھاہے مگراس باب میں غیر قوموں کے مرید ہونیکے سبب کلیسیا کا جلال وشوکت بیان ہواہے کوئی لفظ ہم ایسا نہیں پاتے کہ حضرت محمد کی خبر بتاسکیں ناظرین اس باب کو خود پڑھ کرانصاف کریں۔

پندرھویں خبر

یسعیاہ نبی کا ۶۵باب آیت ۱ سے ۲ تک میں اُن کو جواب دیا جنہوں نے مجھ سے نہ مانگا اُنہوں نے مجھے پایا جنہوں نے مجھے نہ ڈھونڈا الی آخرہ۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہاں پرعرب سے مراد ہے بھلا خیال توکروکس قرینہ سے کہتے ہیں کہ عرب مراد ہے صرف اس لئے کہ وہ بت پرست تھے بزورشمشیر مسلمان ہوئے۔یہ بات نہیں مطلب یہ ہے کہ خدا نے جونجات کا طریقہ یہودیوں میں پیدا کیاہے اُس پر

جس قدر غیر قوم ایمان لائے اسی قدر بنی اسرائیل نہ لائے اسی بات کو نبی بیان کرتا ہے اوریہی مضمون کئی جگہ پر بیان ہوچکا ہے چنانچہ رومیوں کا خط ۹باب آیت ۲۴ سے ۳۰ تک ہے۔ پھر ۱۰باب آیت ۲۰ میں ہے اورافسیوں کے ۲باب کی آیت ۱۲ سے ۱۳ تک۔

سولھویں خبر

دانیال کا ۲باب آیت ۳۱ سے ۴۵تک مولوی رحمت الله صاحب پانچویں سلطنت کو جس سے خدا کی سلطنت مراد ہے بڑی خوشی سے اپنی سلطنت قرار دیتے ہیں ۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یہ خیال غلط ہے۔اس لئے کہ اورمقام جہاں پر یہ سب کچھ تشریحاً بیان ہوا ہے اُس پر مولوی صاحب نے توجہ نہیں فرمائی اُس سلطنت کے حلیہ پر بھی نہیں خیال کیا کہ وہ مسیح کی سلطنت ہے ناظرین اگر ان مقاموں کو دیکھنا چاہیں توخودیکھ لیں پتہ یہ ہے دانیال کا ۷باب آیت ۲۶ پھر میکاہ ۴باب آیت ۷، ۸۔ دیکھو صاف لکھا ہے کہ بادشاہت یروشلیم کی بیٹی تک پہنچیگی یعنی یروشلیم کے باشندہ تک۔

سترہویں خبر

یسعیاہ نبی کا ۴۰باب آیت ۱ سے ۵ تک یہ توہنسی کی بات ہے ناظرین دیکھ کر انصاف کریں کہ کس طرح حضرت محمد کے حق میں یہ آیات ہوسکتی ہیں صاف مسیح اوریحییٰ بن ذکریا کے حق میں ہیں اور مسیح کے نجات کا اشارہ ہے یہ حضرت محمد کی خبر نہیں ہے بے فائدہ تقریر سے کیا حاصل دیکھو متی کا ۳باب آیت ۳ مرقس کا پہلا باب آیت ۳ لوقا کا ۳باب آیت ۴یوحنا کا پہلا باب آیت ۳۲۔ پس ان سچے رسولوں کو کس طرح غلط ٹھہرائیں تاکہ مولوی صاحب کی بے دلیل بات تسلیم کی جائے۔

اٹھارہویں خبر

متی کا ۱۳باب مرقس کا ۴باب لوقاکا ۸باب۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ بموجب ان آیات کے چارطرح کا تخم دنیا میں پڑا ہے اُس کے مصداق حکماء،یہود، نصاریٰ اوراہل اسلام ہیں۔ بھلا یہ کیسی واہیات بات ہے عام عبارت سے ایک خاص مضمون اپنے دل سے تراش کراُس پر نجات کا بھروسہ کیا جاتا ہے۔ سبحان الله کیامولوی صاحب یہ نہیں جانتے کہ ہر واعظ کا وعظ سننے والے چارطرح کے ہوتے ہیں۔

انیسویں خبر

متی کا ۱۳باب مرقس کا ۴باب لوقا کا ۱۳باب مولوی صاحب کہتے ہیں کہ دانہ خردل حضرت محمد صاحب ہیں۔ یہ بات مہمل ہے قابل توجہ کے نہیں ہے اورنہ کسی نبی کی خبر ورنہ مولوی صاحب کوئی دلیل پیش کریں۔

بیسویں خبر

متی کا ۲۰ باب آیت ۱ سے ۱۶ تک یہ بات بھی قابل توجہ کے نہیں ہے۔

اکیسویں خبر

متی کا ۲۱باب مرقس کا ۱۲باب لوقا کا ۲۰باب ناظرین خود دیکھ لیں کہ کیا ہے مولوی صاحب زبردستی خبربنا تے ہیں۔

بائیسویں خبر

یوحنا کا ۱۴باب آیت ۱۵سے ۲۹ تک مولوی صاحب فرما تے ہیں کہ تسلی دینے والا حضرت محمد ہیں یہ سب تقریریں مولوی صاحب کی غلط ہیں فینڈرصاحب نے میزان الحق میں اس کا جواب شافی لکھ دیا ہے اورانجیل خود گواہی دیتی ہے کہ وہ تسلی دینے والا روح القدس ہے کیونکہ لکھا ہے کہ وہ ہمیشہ تمہارے ساتھ رہیگا۔اور سب کچھ تمہیں بتلائیگا اوردنیا اُسے دیکھ نہیں سکتی۔بھلا یہ صفتیں حضرت محمد میں کب محقق ہوسکتی ہیں۔ پھراعمال کے پہلے باب کی آیت ۴، ۵ میں اورلوقا کے آخرباب کی آیت ۲۹ میں لکھا ہے کہ وہ جس کا وعدہ میں نے تم سے کیا جب تک کہ وہ نہ آئے تم یروشلیم سے باہر نہ جانا چنانچہ ایسا ہی ہواکہ وہ آنے والا دس روز بعد حواریوں پر نازل ہوا اورسب کچھ اُن کو بتلایا اورہمیشہ اُن کے ساتھ رہا اوراب تک بندوں کے ساتھ ہے ہرکوئی اُسے دیکھ نہ سکا وہ روح القدس تھا۔

تیئسویں خبر

مکاشفات کا ۲باب آیت ۲۶سے ۲۹تک۔ مگر ان آیات میں لفظ جو واسطے تعمیم کے ہے نہ تخصیص کے یعنی جو نفس پر غالب آتا ہے اس کیلئے یہ کچھ اجر ہے۔ ایک اورخبر ہے جس کو مولوی صاحب نے حضرت محمد کے حق میں نص قطعی بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ سنہ ۱۸۱۱ء کا کوئی نسخہ بائبل

عربی زبان کا مولوی صاحب نے دیکھا اُس کے اندر یسعیاہ نبی کا ۲۱باب آیت ۱۳ سے ۱۷تک میں ایک پیش خبری عرب کی نسبت یسعیاہ نبی نے لکھی ہے اوراُسکے اوپر کی آیت جو بطریق عنوان یا سرنامہ کے ہے وہ یہ ہے النبوته فی العرب وفی بنی قیداریعنی پیش گوئی بابت عرب اوربنی قیدار کے۔ عیسائیوں کی بول چال میں لفظ نبوت بمعنی پیش خبری کے مستعمل ہے پس یہ عبارت کہ النبوته فی العرب وفی بنی قیدار سرنامہ ہے اُس پیش خبری کا جو اُس کے ذیل میں یسعیاہ بیان کرتا ہے کہ قیدار کی سب حشمت گھٹ جائیگی اور اُس کے بہادر لوگ بھاگ جائینگے وغیرہ۔ مگر مولوی صاحب نے الٹے معنی سمجھ لئے اوراس عبارت کو نص خیال کرلیا حالانکہ اس کتاب میں کئی جگہ پیش خبریوں پر بطور سرنامہ کے ایسی عبارت لکھی ہوئی ہے اس ادعا کے بموجب چاہیے کہ ہر جگہ ایک نبی پیدا ہوا چنانچہ اسی کتاب کے ۱۹باب آیت اول میں ہے النبوته فی المصریه سرنامہ ہے اُس پیش خبری کا جو اُسکے ذیل میں مذکور ہے۔ پھر ۲۱باب آیت اول میں النبوته فی البر البحری۔ پھر ۱۱، ۱۳، میں النبوته فی الادومه فی العرب۔ پھر ۲۲باب آیت اول میں النبوته فی السوروغیرہ۔ الغرض ہر جگہ پر اس طرح کے سرنامے لکھے ہوئے ہیں یہ کسی نبی کی خبر نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حضرت محمد کے حق میں کسی نبی سابق نے کوئی خبر نہیں دی اسلئے وہ شفیع نہیں ہوسکتے اوریہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت محمد کا یہ دعویٰ کہ حضرت عیسیٰ یا دیگر انبیاء میری بشارت دے گئے ہیں محض غلط ہے کوئی اُنکی بشارت نہیں دے گیا نہ صراحتاً نہ اشارتاً کتاب مقدس میں کہیں نبوت کی نسبت اُن کا نام ونشان بھی نہیں ہے البتہ جھوٹے نبی کے نشان اورعلامات جو کلام ربانی میں مذکور ہیں اُس کے نسبت معلوم ہوتے ہیں چنانچہ تفسیر مکاشفات یوحنا میں بندہ نے اُس کی کچھ تشریح کی ہے ناحق ہمارے مسلمان بھائی بے دلیل اور بے اصل بات پر بھروسہ کئے بیٹھے ہیں خداوند کریم اُن پر فضل کرے۔

فصل چوتھی

حضرت محمد کی تعلیم کے بیان میں

نبی کی تعلیم بھی عمدہ ہونی چاہیے کیونکہ یہی ثبوت نبوت کی ایک نشانی بہت بڑی ہے۔ اورعمدیت کا یہ بیان ہے کہ سواء متشابہات کے جس میں عقل انسانی دخل نہیں دے سکتی اُس کی تعلیم کے دیگر مضامین محکمات قدرت یا طبع کے برخلاف ہوں اورعقل عام اورعقل خاص اُس کو پسند کرے اوریہ بھی چاہیے کہ اُس کی تعلیم سے خدا کا جلال اور بزرگی ظاہر ہو یہ نہ ہو کہ خدا کی بے عزتی ظاہر کرے اوریہ بھی نہ ہو کہ اُس کی تعلیم سے فریب بازی اوررغبت دنیاوی جس کو عقل عام تسلیم نہیں کرتی پائی جائے۔

پس جبکہ یہ بات معلوم ہوگئی تواب میں کہتاہوں کہ تعلیم محمدی کہ مراد مضامین محکمات سے ہے ایسی نہیں کہ کوئی دانا بعد تامل اُس کو پسند کرے۔ اوریہ بھی واضح رہے کہ ہماری مراد محمدی تعلیم سے قرآن کے وہ مضامین ہیں جو کتب مقدسہ کے برخلاف اُس میں مذکورہوئے ہیں کیونکہ کتب مقدسہ کے جو مضامین قرآن میں درج ہیں وہ بیشک عمدہ ہیں مگر وہ تعلیم محمدی میں دووجہ سے شمار نہیں ہوسکتے۔

وجہ اول ۔ یہ مضامین عالیہ پہلے سے ہم کو انبیائے برحق دے چکے ہیں۔ اب تم اُن کی کتاب وتعلیم کومنسوخ اور محرف بتلا کر متروک کرواتے ہو اگرچہ تمہارے اوپر ان مضامین کا توارد ہوا توبھی ہم خاص تمہاری تعلیم کی عمدیت دیکھینگے نہ اُن کی تاکہ تمہاری فوقیت ہمارے ذہن نشین ہو اوریہ نہ ہوگا کہ جس کتاب کو ترک کرواتے ہو اُسی کے عمدہ مضامین انتخاب کرکے اپنی عمدہ تعلیم بناکر ہمارے سامنے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرو۔ یہی طور پر انجیل کے ساتھ نسبت توریت کی بڑھتا جائے گا قطع نظر اس کے کہ وہ دونوں شے واحد ہیں یعنی اصول وفروغ کی نسبت رکھتے ہیں اورایک دوسرے کی تصدیق وتکمیل کرتے ہیں نہ تنسیخ وتحریف بلا وجہ ۔

وجہ دوم۔ تمہاری نسبت کتب مقدسہ سے ان مضامین کے اخذ کرکے بہت بڑا شک ہے اوریہ شک آنحضرت کے عہد سے آجتک چلاآیا ہے اوریہاں تک پردہ دری کرتا ہے کہ تم اُس کا دفعیہ نہ کرسکے خود عرب کے لوگوں نے آنحضرت

کے عہد میں جب دیکھا کہ توریت وانجیل سے مضامین نکال کر قرآن میں لکھے جاتے ہیں تو غل وشور مچایا چنانچہ قرآن میں بھی اس کا ذکر سورہ نحل کی آیت ۱۰۳ میں آیا ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَـٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ یعنی ہم کو معلوم ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس کو تو سکھاتا ہے آدمی جس پر تعریض کرتے ہیں اُس کی زبان ہے اوپری اوریہ زبان عربی ہے صاف فقط یعنی خدا یہ کہتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ کفاریوں کہتے ہیں کہ محمد کو کوئی آدمی تعلیم کیاکرتا ہے بھلا یہ کیونکر ہو اُس شخص کی زبان تو عجمی ہے اوراس قرآن کی زبان عربی ہے یہ مطلب ہوا۔ اب اس آیت کو تفسیروں میں دیکھیں کہ مفسرین نے کیا لکھا ہے تفسیر جلالین میں یوں لکھا ہے کہ وہ شخص جس پر لوگوں نے گمان کیا تھا کہ محمد کو انجیل کی باتیں سکھلادیتا ہے وہ ایك لوہار نصرانی تھا محمد اُس کے پاس جایا کرتے تھے چنانچہ یہ عبارت اُس تفسیر کی ہے وھو قین نصرای کان النبی یدخل علیہ یعنی وہ ایك لوھار عیسائی تھا پیغمبر صاحب اُس کے پاس جایا کرتے تھے ۔ اورتفسیر مدارك میں یوں لکھا ہے۔ ولقد نعلم انھم یقولون انما یعلمہ بشرط ارادہ بہ غلاماً کان لخو یطیب قد اسلم وحسن اسلامہ اسمہ عایش اوریعیش وکان صاحب کتب اوھو جبر غلام رومی اوعبدان جبرویسار کانا یقران التوارت والنجیل فکان رسول اللہ یسمع مایقران اوسلمان الفارسی لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی وھد انسان عربی مبین ای لسان الرجل الذی یمیلون قولھم عن الاستقامہ الیہ لسان اعجمی غیربین وھذا القرآن لسان عربی مبین ای ذوبیان وفصاحتہ رد القولھم وابصلا لطعنھم۔

اورتفسیر حسینی میں یوں لکھا ہے قولہ درخبراست کہ غلامے رومی برد مرعامربن حضرمی رامی گرپند کا جبر گفتندے وگویند کہ دوغلام بودند جبرو یسار کہ شمشیر ھا راصیقل زندے واھل کتاب بودند وپیوستہ تورات وانجیل خواند ندے وچوں حضرت رسالت پنا ہ برایشاں بگذشتے استماع قرات ایشاں فومودے وگفتہ اند خریطب رازغلامی عایش نام بود ازاھل کتاب یا یعیش یا بلعام یا یحنس یا عداس واضح آنست کہ اورا ابو فکیہ گفتندے شبہیا پیش حضرت پیغمبر آمدے وقرآن تعلیم گرفتے قریش گفتندے محمد ازیں غلام کلامی می آموزد وباما می گوید آیت آمد ولقد نعلم وہر آئینہ بامید اینم انھم یقولون آنراکہ ایشاں می گویند انما یعلمہ بشر جزایں

نیست که اورا می آموزاند آدمی یعنی جبر یا ابو فکیه لسان الذی زبان آنکه یلحدون الیه تعلیم رابا ونسبت می گردانند یعنی گمان می برند که معلم اوست اعجمی غیر مبین است یعنی فصاحت ندارد وھذا وایں قرآن لسان عربی مبین زبان عربی روشن است که شما باوجود کمال فصاحت ونہایت قدرت نرانشای عربیات ازاینان بمثل آن عاجزید وناتواں پس دعویٰ آنکه می آموزاند عجمی شکسته زبان مرآں حضرت را کلامی بدیں بلاغت وفصاحت ظاہر البطلان است۔

پس ان دووجه سے ہم اس تعلیم کو آنحضرت کی تعلیم نہیں کہه سکتے آنحضرت کی وہی تعلیم ہے جو خلاف کتب مقدسه کے قرآن میں موجود ہے اوراُسی پر ہمارا اعتراض ہے که وہ قابل پسند عقل عام کے بھی نہیں ہے اب اُس میں سے بخوف تطویل کچھ بیان کرتے ہیں۔

پہلا اعتراض بابت ازدواج رسول کے ہے که درمیان سوره نساء کے یه حکم دیاکه چارجوروؤں سے زیادہ نه کریں اور لونڈیاں بے نکاح جتنی چاہیں رکھیں چنانچه یه حکم اس آیت میں ہے۔فَانكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاء مَثْنَى وَثُلاَثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تَعْدِلُواْ فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلاَّ تَعُولُواْ ترجمه پس نکاح کرو جو تم کو خوش آویں عورتیں دو دو تین تین چار چار پھر اگر تم کو خوف ہو که اُن کو برابر نه رکھ سکوگے تو ایک ہی کرویا جوتمہارے ہاتھ کا مال ہو(یعنی کنیزیں) یه اختیاردینا موجب جوراورانحراف کرنے تمہارے کا نه ہوگا"۔ پس اس پر یه اعتراض ہے که تعداد نکاح عقلاً اور تقلاً ناجائز ہے۔

دوم۔ یه اعتراض ہے که رسول نے خود عمل اس حکم پر نه کیا بلکه بہت سی عورتیں نکاح میں لائے اگرچه تعداد ازواج رسول میں مورخین نے بہت اختلاف کیا ہے کسی نے بیس کسی نے پندرہ کسی نے اٹھارہ ہیں چنانچه ابوالفدا نے ۱۸ عورتیں لکھی ہیں پر ہم اس جگه فقیه ابو اللیث کی روایت کو صحیح اوردرست حسب عقیدہ اہل اسلام کے مان کراُس کی عبارت کو بعینه نقل کرتے ہیں قوله جمیع ماتزوج النبی ص من النساء اربع عشرنسرته فاول امراته تزوجہا خدیجه بنت خویلد وھی سیده النساء وکانت اسبق النساء اسلاماً ثم سوده بنت زمعه ثم عائیشه بنت ابی بکر وتزوج ہولاء الثلثه بمکته وتزوج بمدینته حفصه بنت عمر رضی الله عنه وام سلمه بنت ابی امیه وام حبیبه بنت ابی سفیاں وکانت ھولاء الست من قریش

وجویره بنت بنی المصطلق وصفیته بنت حی ابن المطلب وزینب بنت حجش وکانت زوجته زید بن حارث یقال لہام ام المساکین لسخاوتہا وکثرته صدقا تہا وہی اول نساء التی ماتت بعد النبی ص ومیمونه بنت الحارث وہی خالته ابن العباس وزینب بنت خزیمه وامراته من نبی ہلال وہی التی وہبیت نفسہا لنبی ص امراته من کنده وہی التی استعاذت با اللہ تعالیٰ منه فقطلقہا وامراته من نبی کلب وکانت نساوه کلہا ثیبات الا عایشه فانہا کانت بکرا تزوجہا النبی ص وہی بنت ست سنین ونبی ایہا وہی بنت تسع سنین کانت عنده تسعاً ابی اللیث رض۔

ترجمه

سب بیویاں رسول کی چوده تھیں سب سے اول نکاح خدیجه بنت خویلد سے ہوا۔ یه سردارعورتوں کی ہے اورسب سے اول یہی عورت مسلمان ہوئی تھیں بعد ازاں سوده سے نکاح کیا وه بیٹی زمه کی تھی۔(یه عورت جب بوڑھی ہوگئی تواُس کو طلاق دینے کاارادہ کیا تب اُس نے عرض کی که اپنی صحبت کا حق عائیشه کو دیتی ہوں مجھے طلاق نه دیجئے براۓ نام مجھے رہنے دوتب وه طلاق سے بچی)۔ تیسری بیوی عائشه بنت ابوبکر تھی (جس سے چھ برس کی عمر میں نکاح ہوا اور نوبرس کی عمر میں صحبت دنیاکی گئی) ان تین عورتوں سے مکه میں نکاح ہوا۔ پھر حفصه بنت عمر سے نکاح ہوا(اُس کوبھی طلاق دیدیا تھا مگرخلیفه عمرکی خاطر سے پھر مراجعت کرکے گھرمیں (رہنے دیا) پانچویں شادی ام سلمه بنت ابی امیه سے کی۔ چھٹی ام حبیبه بنت ابوسفیا سے ۔ یه چھ عورتیں قریش سے تھیں پھرجویریه بنت بنی حارث بنی مطلق سے نکاح کیا (یه عورت بڑی خوبصورت تھیں جہاں میں پکڑی گئیں تھیں اورثابت ابن قیس کے حصے میں آئی تھی اُس کو روپیه دے کر رسول نے لے لیا اورنکاح کرکے اپنے گھر میں داخل کیا)۔آٹھواں نکاح صفیه سے ہوا یه بیٹی حی ابن اخطب کی تھی نویں شادی زینب بنت حجش سے جو سابق میں جورو زید ابن حارث (پیغمبر کے لئے پالك بیٹی کی تھی جس کا ذکر آۓ گا) اس عورت کوام المساکین اس واسطے کہتے تھے که وه سخاوت اورخیرات بہت کیا کرتی تھی یه عورت سب ازواج سے اول بعد وفات رسول کے فوت ہوئی تھی دسویں بیوی میمونه تھی جو که بیٹی حارث کی اورخاله ابن عباس کی تھی۔

گیارھویں بیوی زینب بنت خزیمه، بارھویں ایك عورت بنی
ہلال سے تھی جس نے اپنا نفس پیغمبر کو بخش دیا تھا بدوں
نکاح اورمہر کے اُس کو گھر میں ڈال لیا تھا۔ تیرھویں ایك
عورت قبیله کنده کی تھی اُس نے بروقت صحبت کے آعوذ
باالله کہا تھا آپ نے خفا ہوکر اُس کو طلاق دیدیا تھا۔
چودھویں ایك عورت بنی کلب کے قبیله سے تھی۔ یه سب
عورتیں سواء عائشه کے شیبه تھی یعنی کنواری نہیں تھیں
بعض تو اُن میں س رانڈ تھیں اور بعض اپنے خاوندوں سے
طلاق لیکر آنحضرت کے گھر میں داخل ہوگئی تھیں یه روایت
کتاب بستان ابیاللیث میں مذکور ہے۔پس اب غورکرنے کی
جگه ہے که حکم خدا اباحت نکاح ازواج اربعه تك کا لوگوں کو
سنایا جائے اورخود اُس پر عمل نه کریں چنانچه جب اس
بات کا چرچه ہوا اورآنحضرت کا دل اتنی عورتوں سے بھی نه
بھرا اس لئے ایك اورآیت آسمان سے نازل ہوئی وه سوره
احزاب میں ہےیَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ
أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاء اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ
وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ
وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِن وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَن يَسْتَنكِحَهَا
خَالِصَةً لَّكَ مِن دُونِ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي
أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللَّهُ
غَفُورًا رَّحِيمًا ترجمه اے نبی ہم نے حلال کردیں تجھ کو تیری
عورتیں جنکا مہر تودے چکا ہے اورحلال کیں وه عورتیں جن
کا تومالك ہے یعنی لونڈیاں جو خدا نے تجھ کو دی ہیں لوٹ
کے مال سے اورحلال کیں ہم نے تجھ پر تیرے چچا کی بیٹیاں
اورپھوپھیوں کی بیٹیاں اورتیرے ماموں کی بیٹیاں اورخالاؤں
کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ وطن چھوڑا اورحلال کی ہم
نے ہرایك عورت مسلمان جو اپنا نفس نبی کو بخش دے
اگرنبی بھی اُس سے نکاح کرنا چاہے یه حکم تیرے ہی واسطے ہے
اورمسلمانوں کے واسطے نہیں ہے ہم کو معلوم ہے جو
ٹھہرادیا ہم نے اُن پر اُن کی عورتوں میں اوراُن کے ہاتھ کے
مال میں یه حکم اس واسطے دیا تاکه تجھ پر تنگی نه رہے اورخدا
بخشنے والا مہربان ہے فقط۔ مولوی عبدالقادر نے اس آیت
فائیده یه لکھا ہے (ف) جوعورتیں تیری ہیں جن کا مہر دیا خواه
قریش سے ہوں اورمہاجر ہوں یا نه ہوں حلال ہیں اورماموں
چچا کی بیٹیاں یعنی قریش میں کی بشرط ہجرت کے اگرہجرت
نه کی توحلال نہیں اورجوعورت بخشے نبی کو اپنی جان یعنی

بدوں مہر کے آپ کو نیاز گرے یہ خاص پیغمبر ہی کو حکم ہے
فقط۔ تفسیر احمدی میں لکھا ہے کہ یہ آیت اس واسطے نازل
ہوئی کہ خدا نے ازواج کثیرہ سے نکاح کرنا رسول کو حلال کردیا
تھا اور چار قسم کی عورتیں اُن کے واسطے حلال ہوگئی تھیں
قسم اول وہ عورتیں کہ جن سے نکاح ہوچکا تھا اوراُن کے مہر
اُنکو دیدئے تھے۔ دوسری لونڈیاں اور باندیاں جولوٹ میں
آویں سب حلال ہوگئیں۔ تیسرے قسم کی عورتیں چچاؤں کی
بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اورماموں اور خالہ کی بیٹیاں۔
چوتھی قسم کی وہ عورتیں جو رسول کواپنانفس آپ بخشدیں
بدوں نکاح اورمہر کے۔ پس وہ عورت جس نے نبی کو اپنانفس
بخشا تھا میمونہ بنت حارث یا خولہ حکیم یا اُم شریک تھی پر
اس سے صحبت نہیں ہونے پائی اس پر اکثراہل علم متفق ہیں
اور زینب بنت خزیمہ نے دریان رمضان سنہ ۳ ہجری کے
اپنے آپ رسول کو اپنا نفس بخش دیا تھابدوں مہر اورنکاح کے
اورآٹھ مہینے تک خدمت میں پیغمبر کے حاضر رہے کر
درمیان سنہ ۴ ہجری ماہ ربیع الاخر کے فوت ہوگئی ۔ یہ چار
عورتیں ہیں جن کا ذکر اکثر مفسرین نے کیا ہے اورحسینی نے
پانچویں ایک عورت اوربھی لکھی ہے یعنی اُم سہیل جو قبیلہ
بنی اسد کی تھی وقال ابن عباس ھذا بیان حکم المستقیل ولم
یکن حین النزول عندالنبی احد منھن باالھتہ ابن عباس کہتے
ہیں کہ جس وقت یہ آیت ھبہ نفس کی نازل ہوئی اُس وقت
تک کسی عورت نے ایسا کام نہیں کیا تھا بعد نازل ہونے اس
حکم کے کئی عورتوں نے رسول کو اپنا نفس بخشا۔تفیسر
بیضاوی میں لکھا ہے کہ امہانی بنت ابی طالب جو پیغمبر کے
چچا کی بیٹی تھی اُس کی خواہش پیغمبر نے کی تھی مگراُس نے
انکارکیا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی توامہانی کہتی ہیں کہ میں بچ
گئی کیونکہ چچا کی بیٹیوں کے ساتھ شرط ہجرت کی تھی اور
میں نے ہحجرت رسول کے ساتھ نہیں کی تھی پس اس واسطے
میں اُن پر حلال نہ ہوئی ۔پس اب ذرا غورکرنیکی بات ہے کہ
خدا تعالیٰ ایسی تعلیمیں کیا کرتا ہے اورہرایک خواہش نفسانی
کے واسطے حکم اباحت اورحلال کرنے کی اتارتا رہتا اور جس
طرح سے رسول چاہتا ہے یا اُس کا جسمیں فائدہ نفسانی ہوتا
ہے وہی حکم نازل فرماتا ہے اورحضرت محمد کو بڑے بڑے
مزے اورلذتیں عورتیں کو دینا چاہتا ہے اورکیسی گندی تعلیم
عورتوں کودیتا ہے کہ حضرت محمد کے خوش کرنے کو یہاں تک
خدا موجود ہے کہ جس عورت کا جی چاہے بلا نکاح اوربلا

مہر کے بھی اس آیت کے بھروسہ پر حاضر ہوکر اپنا نفس حضرت محمد کو بخش دے چنانچہ پانچ عورتیں جن کا ذکر اوپر ہوا ہے اُن کے سواء خولہ بنت ھندیل نے بھی ایسا ہی کیا اور اسماع جونیہ نے بھی یہی حرکت کی مگر صحبت اُس سے نہ ہوئی اورسواء اس کے بہت عورتوں کی درخواست کی تھی مگر وہ قابو میں نہ آئیں جس کا ارادہ زیادہ ہو وہ سرور المحزوں مولوی شاہ ولی اللہ صاحب کی دیکھ لیں قولہ وزنے دیگرچوں آنحضرت خواستند کہ نزدیك شوند فرمودند ہنی بی نفسك نفس خود بمن دہ گفت پیچ رن رئیسہ نفس خود را ببازاری میدھد پس آنحضرت اورا جدا ساختہ وخطبہ کردند زنی راپس پدرش گفت کہ وہ داغ سفید دارد بری ہیچ علت نبود وخطبہ کردند زنی رااز پدرش وی صفت وی بیان کرد وگفت زیادہ ازیں آنست کہ گاھی بیمار نشدہ است فرمودند اورا نزدیك خدا ہیچ خیر نیست پس ترك کردند الغرض باوجود اس حکم عام کے بھی حضرت نے نفس امارہ کو قابو میں نہ کیا بلکہ اوماملکت ایما نکم کا حکم بھی جاری ہوا یعنی جو عورت لوٹ میں تمہارے ہاتھ آئے اُس کو بھی بلانکاح اپنی صحبت میں رکھو تب تومسلمان اورحضرت دونوں خوش ہوئے اورعمل اس آیت پر ہونا شروع ہوا چنانچہ پیغمبر کے پاس بھی آٹھ لونڈیاں خدمت میں حاضر تھیں اول سلمیٰ دوسری ام رافع تیسری رضویٰ چوتھی امیہ پانچویں اُم صمیر چھٹی ماریہ ساتویں شیریں اُم ایمن جس کو برکت بھی کہتے ہیں۔

علاوہ ازیں قصہ ماریہ قبطیہ کا جوسورہ تحریم میں لکھا ہے وہ یہ ہے۔يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ اس آیت کا قصہ تفیسر احمید میں یوں لکھا ہے کہ دوروایت ہیں ایک یہ کہ حضرت محمد کو شہد کھانے کا بڑا شوق تھا ایک روز زینب کے پاس گئے اُس نے آپ کو شہد دیا آپ نے پیا اورخوش ہوئے عائشہ بنت ابوبکر اورحفصہ بنت عمر پریہ شاق گذرا اس لئے اُن دونوں نے قسم کھائی کہ اگر رسول ہمارے پاس آئے گا توہم یہ کہینگی کہ تیرے منہ سے ایسی بدبو آتی ہے جیسے کیکر کی چھال کا عرق پیا ہو چنانچہ جب وہ آئے ایسا ہی اُن دونوں نے کہا اُنہوں نے کہا کہ میں نے تو شہد پایا ہے زینب کے گھر میں کیکر کی چھال کا عرق نہیں پیا اورحضرت محمد نے قسم کھائی اورکہا کہ شہد بھی میں نے اپنے اوپر حرام کیا آج سے پھر

کبھی نہ پیونگا۔ بیضاوی میں لکھا ہے کہ شہد حفصہ کہ گھر
میں پیا اورصحبت عائشہ، سودہ اورصفیہ سے کی اُنہوں نے یہ
کہاکہ ہم کو بدبو آتی ہے غرضیکہ قسم کھالی اس واسطے یہ
آیت نازل ہوئی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ جس روزعائشہ کی
صحبت کا دن تھا اُس دن ماریہ لونڈی سے صحبت کرلی تھی
یہ بات حفصہ کو معلوم ہوگئی تھی اُس کو کہا کہ تو اس بات
کو ظاہر نہ کرنا اورآج سے پھر میں ماریہ سے صحبت نہ کرونگا
اورتجھ کو میں خوشخبری دیتاہوں کہ میرے بعد اُمت کے
مالك ابوبکر اورپھرتیرا باپ عمر ہونگے اس نے عائشہ سے کہہ
دیا چنانچہ اسی سبب اُن دونوں عورتوں میں بڑی دوستی
اورمحبت ہوگئی کیونکہ اُن دونوں کے باپوں کو مالك اُمت کا
بنایا۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد ایك روزحفصہ کے گھر
میں گئے اورباری بھی اُسی کی تھی مگر اُس کا باپ عمر بیمار تھا
وہ باجازت رسول کے اپنے باپ کی عیادت کو گئی تھی یہ تفسیر
حسینی میں ہے یاکچھ کھانا لینے گئی تھی یہ تفسیرزاھدی میں
ہے پس حضرت محمد نے اُس کے گھر میں ماریہ قبطیہ کو بلالیا
اورصحبت کی یہ بات اُس کو ناگوار گذری۔ اس لئے رسول نے
ماریہ کو اپنے پر حرام کرلیا اورقسم کھالی کہ پھر صحبت اُس سے
نہ کرونگا اوراُس کو خوشخبری دی کہ میرے بعد ابوبکر اورپھر
تیرا باپ عمر مالك امت کے ہونگے یہ سب بات حفصہ کے
خوش کرنے کو کی اور کہاکہ اس بات کوظاہر نہ کرنا پر اُس نے
ظاہر کردی اس لئے اُس کو طلاق دیدیا اورآپ نے اپنی سب
بیویوں کوچھوڑکر انتیس دن ماریہ کے گھر میں اقامت کی پس
جبرائیل نازل ہوا اور کہا کہ حفصہ کوپھر اپنے گھر میں
بلالوکیونکہ وہ بہت روزہ رکھتی ہے اور وہ جنت میں تیری
بیویوں میں ہوگی یہ تفسیرکشاف میں لکھا ہے اورمدارك میں
بھی ہے بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ طلاق نہ دیا تھا بلکہ اُس کا
شکوہ کیا تھا یہ روایت تفسیرزاہدی میں ہے۔ پس یہ آیت نازل
ہوئی جس کا یہ ترجمہ ہے" اے نبی توکیوں حرام کرتا ہے اپنے
پرو ہ جو حلال کیا اللہ نے تجھ پر توچاہتا ہے رضامندی اپنی
عورتوں کی اوراللہ بخشنے والا مہربان ہے ٹھہرا دیا ہے اللہ نے
تم کو توڑ ڈالنا اپنی قسموں کا اور اللہ صاحب ہے تمہارا
اوروہی ہے سب جانتا حکمت والا ۔یعنی حضرت محمد تواپنے
پر کیوں حرام کرتا ہے شہد یا صحبت ماریہ قبطیہ کی وہ خدا
نے حلال کی ہیں تجھ پر اس حرام ٹھہرانے اورقسم کھانے سے
تواپنی بیویوں یعنی عائشہ اورحفصہ اور سودہ اورصفیہ کو

خوش کرنے چاہتا ہے حالانکہ خدا بخشنے والا مہربان ہے اللہ نے قسم توڑنا تم کو بتلادیا ہے کہ اُس کا کفارہ دیدو اور قسم توڑ ڈالو چنانچہ مقاتل روایت کرتا ہے کہ اس ماریہ قبطیہ سے جو قسم کھلی تھی اس قسم کے توڑنے کی عیوض ایک غلام حضرت محمد نے آزاد کیا تھا تاکہ وہ کفارہ ہوجائے اورحسن کی یہ روایت ہے کہ حضرت محمد نے کفارہ بھی نہیں دیا کیونکہ اُس کے گناہ لگلے اورپچھلے خدا نے سب معاف کردئیے تھے یہ صرف اُمت کو تعلیم ہے کہ جب قسم اُن اشیاء میں کھاؤ جو حلال ہو ں اوراُن کو تم حرام اپنے پر ٹھہرالو تو بروقت اُس قسم توڑنے کے کفارہ دیدیا کرو۔

اورسورہ احزاب میں مسماتہ زینب اورزید کا قصہ یوں لکھا ہے۔وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًاوَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا

یہ دوآیتیں ہیں پہلی اس بیان میں ہے کہ زید نے زینب کا نکاح زید سے ہوا دوسری اس بیان میں ہے کہ زید نے زینب کو طلاق دیا اورپھر اُس کا نکاح حضرت محمد سے ہوا تفسیر احمدی میں جو لکھا ہے اُس کا ترجمہ کرتاہوں زید بنی کلاب سے تھا عرب لوگ جب بنی کلاب پر تاخت لائے تو زید کو پکڑ کر مکہ میں لے آئے اورخدیجہ کے ہاتھ اُس کو فروخت کردیا جب خدیجہ نے حضرت محمد سے نکاح کیا تو اپنا تمام مال معہ غلاموں کے رسول اللہ کے حوالے کردیا تھا اُن میں زید بھی آگیا ایک مدت کے بعد جب بنی کلاب کے لوگ مکہ میں تجارت کرنے کو آئے اُن کو معلوم ہوا کہ زید رسول اللہ کے پاس ہے اُنہوں نے درخواست کی کہ جو قیمت کہو ہم زید کی دیدیں اُس کو ہمیں واپس کردوآپ نے زید سے پوچھا اُس نے انکارکیا اورکہا کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں رہنا منظورکرتاہوں ماں باپ کے پاس جانا نہیں چاہتا، پس حضرت محمد نے اُس کو آزاد کردیا اورلے پالک بیٹا بنالیا یہ سب بیان تفسیر زاہدی کا ہے بعد ازاں رسول اللہ زینب بنت حجش سے جو حضرت محمد کی پھوپھی کی بیٹی تھیں زید کی شادی کی تجویز ٹھہرائی زینب نے اوراُس کے بھائی عبداللہ نے انکارکیا پس اُس وقت یہ آیت

نازل ہوئی ،وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا کسی مرد مسلمان یا کسی عورت مسلمان کو اپنے کام کا اختیار نہیں جبکہ خدا اوراُس کا رسول ایک بات ٹھہرا دے اورجو کوئی بے حکم چلا اللہ اوراُس کےرسول کے سووہ راہ بھولا صریح فقط ۔" مفسرین لکھتے ہیں کہ مسلمان سے مراد عبداللہ تھا اورعورت مسلمان سے مراد زینب تھی پس جب یہ آیت نازل ہوئی اُس وقت زینب اور عبداللہ دونوں راضی ہوگئے پس حضرت محمد نے زینب کا نکاح زید سے کردیا بعد اس نکاح کے رسول نے زینب کو ایک روز دیکھا تو اُس کی محبت دل میں آگئی اوراُس کے حسن پر مفتون ہوکر یہ کہا سبحان اللہ مقلب القلوب یہ الفاظ زینب نے سن لئے وہ سمجھ گئی کہ مجھ پر حضرت محمد کا دل آگیا اُس نے اپنے خاوند زید سے یہ حال کہا وہ سمجھ گیا اوراُسی وقت سے اُس کی صحبت سے اُس کو کراہت ہوگئی اوررسول کے پاس آکر کہا کہ میں اپنی بیوی زینب کو چھوڑنا چاہتاہوں آپ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو ہوا کوئی بد بات تونے اُس کی دیکھی ہے اُس نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے تو اُس کی کوئی بدی نہیں دیکھی پر وہ اپنے تئیں مجھ سے بُرا سمجھتی ہے اورمجھ کو حقیر جانتی ہے ۔ پس رسول نے اُسے کہا امسک علیک زوجک وثق اللہ یعنی رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اورخدا سے ڈرپس اُس کے بعد دوسری آیت نازل ہوئی وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ترجمہ اورجب تو کہنے لگا اُس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اورتونے احسان کیا (یعنی زید پر خدا نے یہ احسان کیاکہ اُس کو مشرف اسلام سے کیا اورحضرت محمد نے یہ احسان کیا کہ اُس کوآزاد کردیا) رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو اورڈراللہ سے اوراے محمد تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز جس کو اللہ کھولنا چاہتا تھا (یعنی عشق زینب کا) اورتو ڈرتا تھا لوگوں سے اورحالانکہ اللہ سے تجھ کو زیادہ ڈرنا چاہیے پھر جب زید تمام کرچکا اُس عورت سے اپنی غرض ہم نے وہ تیرے نکاح میں دی تا نہ رہے سب مسلمان پر گناہ یا تنگی اس بات میں کہ اپنے لے پالکوں کی جوروُں سے شادی کرلیا کریں

جبکہ وہ اپنی غرض اُن سے پوری کرلیا کریں اور خدا کا کام پہلے ہی سے کیا ہوا تھا۔

گویا خدا تعالیٰ حضرت محمد سے یوں کہتا ہے کہ زید جس پر ہم نے اور تو نے احسان کیا ہے اُس کو اے محمد تو یوں کہتا تھا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اُس کو نسبت کر اور عظم نفس کے نہ کر یعنی یہ کہ جو کہتا ہے کہ وہ مجھ کو حقیر جانتی ہے یہ تہمت اُس پر نہ کر خدا سے ڈر اور دل میں تیرے یہ بات تھی کہ اگر زید طلاق دیدے تو میں اُس کو کرلوں یا عشق تجھ کو جو اُس کا ہوگیا تھا وہ تو دل میں چھپاتا تھا اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا اس لئے کہ وہ یوں کہینگے کہ حضرت محمد نے اپنے لے پالك بیٹے کی جورو سے نکاح کرلیا پس یہ خوف لوگوں سے بیجا تھا تجھ کو خدا سے ڈرنا چاہیے نہ کہ لوگوں سے پس جبکہ زید اپنی حاجت اُس عورت سے پوری کرچکا اور اب اُس میں کچھ ہمت نہ رہی اور طلاق اُس کو دے چکا تو ہم نے تیرا نکاح زینب سے کردیا تاکہ تیری اُمت کے واسطے یہ دلیل ہو اور مسئلہ حلت نکاح کا متنبی کی جورو سے نکل آئے تاکہ اُمت کے لوگوں کو کچھ تنگی اور ہرج نہ رہے فقط۔ یہ مضمون اس آیت کا ہے تفسیر احمدی وغیرہ میں یوں لکھا ہے کہ حرف بہ حرف ترجمہ میں نے کردیا جس کا جی چاہے دیکھ لے پس اب پڑھنے والے خود ہی انصاف کریں کہ خداتعالیٰ حضرت محمد کی کتنی خاطر کرتا ہے کہ جس قدر وہ جوروان کرنی چاہتا ہے حلا ل کرتا جاتا ہے اور لونڈیاں بیشمار حلال کردیں اور پھر اجازت نامہ دیدی کہ کوئی عورت مسلمان اگر اپنے نفس کو ھبہ کردے تو وہ بھی حلال ہے اور حضرت محمد کے رشتہ داروں چچا پھوپھی ماموں خالا اِن سب کی بیٹیاں حلال کردیں یہاں تك کہ لے پالك کی جورو تك بھی بعد خلان حلال ہوگی یہ افعال خدا کے اُن اوصاف کے مخالف ہیں جو کتب الہامیہ میں درج ہیں۔ پس ان افعال سے نہ ایسے خدا کو اپنا خدا اور نہ ایسے پیغمبر کو اپنا پیغمبر ہم مان سکتے ہیں، القصہ جبکہ کثرت ازواج ہوگئی تو جوجو قباحتیں کثرت ازواج سے وقوع میں آیا کرتی ہیں سب نمودار ہوئیں اُس وقت آنحضرت گھبرائے اور جوروں سے نفرت ہوگئی اور قسم کھائی کہ ایك مہینے تك ان میں سے کسی عورت کے پاس نہ جاؤنگا وجہ اسکی یہ تھی کہ حضرت محمد کی طاقت اور مقدور سے زیادہ اچھا کھانا اور کپڑا مانگتی تھیں لاچار ہوکر حضرت محمد ایك مہینے تك مسجد میں بیٹھے رہے بعد گذرنے ایك مہینے کے یہ

آیت نازل ہوئی جوسورہ احزاب میں واقع ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًاوَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا ۔ تفسیر حسینی میں یوں لکھا ہے که ارباب سیر برآنند که درسال تاسع ازہجرت سید عالم ازازواج طاہرات ہجرت نمود وسوگند خورد که یک ماہ بایشان مصاحبت نکندو سبب آن بود که ازوے نقه وکسوت زیادہ ازمقدور میطبیدند چوں بردیمانی ودق مصری باامثال آن وچیز ہاطمع میکردند که درتصرف آنحضرت نبود واسباب دیگر که درکتب سیر مذکور است وبرھوتقدیر ملول گشته ازیشان اعتزال فرمود وبعزلت که در مسجد خزانه وہ بود تشریف فرمود بعد ازبست ونه روزکه ماہ بدان عدد تمام شد ہ بود جبرائیل آیت تخیر فرود آورد که یا ایھا النبی اے پیغمبر قل لا زواجك مرزنان خوداران کنتن تردن اگرہستید شما که میخرا ھید الحیروہ الدنیا زندگانی دنیارایعنی تنعم دراں وزینتھا وآرائش آنرا چون تیاب فاخرہ وپیراھن بتکلف فتعالین پس بیایند که امتعکن بدھام شمارا متعه طلاق واسرحکن ورھا کینم شمارا سراجاً جمیلا رہا کردن نیکو برغبت نه ازروئے کواہت وان کنتن تردن اللہ واگر ہستید که میخر واھید ثواب خدا تعالیٰ ورسوله وخوشنودی رسول اورا والدارا الاخرته ونعیم سرائے دیگر فان اللہ پس بدرستیه خدا تعالیٰ اعد امادہ کردہ است للمحسنات مرزنان نیکوکار رامنکن ازشما یعنی آنہا که اختیارشق ثانی کنند اجرا عظیماً مژدے بزرگ که زخارف دنیا درجنت آن محقر ومختصر باشد آوردانده که اول کسیکه ازواج طاہرات که خدا ورسول را اختیارفرمودہ عاشیه صدیقه بود، یعنی اے نبی اپنی جوروں کو کہدے که اگرتمہارا ارادہ دنیا کی زندگی اورلذت اورزینت کا ہے توآؤ تم کوکچھ دیکر طلاق دیدوں اوراچھی طرح تم کو رہا کردوں اوراگر اللہ اوررسول کی خوشنودی اورعاقبت کی خوبی چاہتی ہے تو خدا نے تم میں سے اُن عورتوں کے واسطے جو نیك ہیں بڑا اجر مقرراور مہیا کررکھا ہے چنانچه فاطمه بنت ضحاك کو جو حضرت کی ایك زوجه تھی اُس نے کہا که بہتر یوں ہے آپ مجھ کو چھوڑدیں پس اُس کو طلاق دیدیا اوراونٹوں کی مینگنیاں چنتی پھرا کرتی تھی اورلوگ آنحضرت کے ازواج پر بہتان بندیاں بھی کرنے لگے تھے چنانچه حضرت عائشه پر بہتان بندی کرنے کا قصه قرآن میں بھی مذکورہے جس کو عقل سلیم تکذیب نہیں

کرسکتی مگرہم ایسی باتیں لکھنا نہیں چاہتے غرض ہماری یہ ہے کہ آنحضرت نے ابتدا میں تو اس مقدمہ میں بہت زور شور مچایا اوراپنے ساتھیوں کو بھی ایسی باتوں کی تعلیم وترغیب دی آخر کو جب کثرت ازواج کے برے نتیجے دیکھے تو طلاق دینے پر تیا رہوگئے اورآگے کوبھی بس کئے چنانچہ سورہ احزآب میں آیت نازل ہوئی لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءِ مِن بَعْدُ وَلَا أَن تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ یعنی نہیں حلال ہیں تجھ کو عورتیں بعد ان نو کے اوریہ بھی حلال نہیں رہاکہ ایک کی عرض دوسری بدل لے اگرچہ اُن کا حسن تجھے خوش آئے جیسے کہ پہلے حلال تھا مگر لونڈیاں حال رہیں، اورجبکہ حضرت کو یہ بھی شرم آئی کہ اب یہ عورتیں خراب حال پھرینگی یا دوسروں کے گھر میں جاکر نکاح کرلینگی اس میں ہماری عزت دنیاوی جاتی رہیگی توپھر سورہ احزآب میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَدًا یعنی حضرت محمد کی عورتوں سے اُس کے پیچھے کبھی کوئی نکاح نہ کرے اگرچہ وہ مطلقہ ہوں یا رانڈ حالانکہ آنحضرت خود غیروں کی مستعملہ عورتوں سے نکاح کرلیں مگر کوئی اُن کی مستعملہ سے نکاح نہ کرے اگرکہو تعظیماً یہ حکم آیا ہے تو میں کہتاہوں کہ پہلے سے محفوظ غیرمستعملہ عورتیں خدا نے اُن کوکیوں نہ دیں اُس وقت تعظیم کہاں گئی تھی۔

اب اس تمام بیان مذکورہ سے چند نتیجے برآمد ہوتے ہیں۔ پہلا نتیجہ تویہ ہے کہ آنحضرت نفس امارہ کے ازحد مطیع تھے اورنفسانی خواہشوں کے پابند ہماری مانند تھے۔ دوسرے یہ کہ ہرموقع پربموجب اپنے مطلب کےآیت نازل کرتے تھے اُن کے مطلب کے خلاف کبھی کوئی آیت نازل نہ ہوئی کبھی خدا نے یہ نہ کہا کہ اے محمد کیوں زید کی جورو کا عشق تیرے دل میں پیدا ہوا اس سے بازآکیوں عورتوں کا شوق زیادہ ازحد دل میں رکھتاہے توبہ کرکے روحانیت کی طرف توجہ کربخلاف اسکے جس طرف نفس امارہ توجہ کرتاگیا اُسی طرف سے ایک بمراد دل نازل ہوتی ہوگئی بھلا کونسا عقلمند ایسی باتیں دیکھ کراُن کو اپنا شفیع قراردیگا۔تیسرے یہ کہ اس خراب تعلیم کے سبب بہت سی عورتیں جمع کرکے اُن کو ایک ایک خاوند کرنے سے باز رکھا اوراُن کے دل کی حسرت نکلنے نہ دی کیونکہ موسیٰ کی پہلی کتاب کے باب دوم کی آیت ۲۴ میں لکھاہے کہ وہ دونوں یعنی عورت مرد ایک تن ہونگے حضرت محمد نے ایک تن نہ ہونے دیا اپنا عشق مدنظر

رکھا عورتوں کے عیش پر توجه نه کی۔ چوتھے یه که جب اُن کے بدن کی طاقت جسمانی کم ہوگئی تو طلاق دینے پر راضی ہوگئے پھر بھی شرم دنیاوی کے سبب اُن کو دوسرا نکاح کرنے کی اجازت نه دی یه اُن عورتوں پر کیا سخت ظلم ہوا۔ اب بعض علماء محمدیه کہتے ہیں که داؤد وغیرہ نے بھی لونڈیاں رکھیں ہیں اور اوریا کی جورو سے زنا کیا ہے اور، اور بہت سی جوروان رکھیں ہیں باوجود ان حرکات کے داؤد کی نبوت تمہارے نزدیك مسلم ہے پھر حضرت محمد ایسے معاملات کی جہت سے کیوں اعتراض کرتے ہو۔ جواب یه ہے که اُن کی حرکات ناشائسته اُنکی نبوت میں مخل نہیں ہیں مگر حضرت محمد کی حرکات اُس کی نبوت میں خلل انداز ہیں کیونکه ان کی اور اُن کی حرکات یکساں نہیں بلکه زمین آسمان کا فرق رکھتی ہیں دو وجه سے اول حالانکه وہ لوگ یعنی داؤد وغیرہ انبیاء تھے اور انبیاء معصوم نہیں ہوتے کیونکه جانبین کی کتابیں اس امر کی گواہ ہیں اور دونوں[1] کتابوں میں انبیاء کے گناہوں کا ذکر بھی آیا ہے اور کوئی آیت معصومیت انبیاء پر نه مسلمانوں کے پاس ہے

اورنه عیسائیوں کے اورآیت لیغفرك الله ماتقدم من ذنب ما تاخر میں لفظ ذنب جو گناہ کے معنی رکھتا ہے اور علماء محمدیه ترك اولیٰ کے معنی سمجھتے ہیں یه اُن کا تکلف اُس وقت تسلیم ہوسکتا ہے که جب وہ کوئی آیت قرآنی عصمت انبیاء پر پیش کریں ورنه اُن کے عقلی عقیدہ کے ثبوت کے لئے آیت قرآنی میں تاویل کرکے ذنب کو ترك اولیٰ کے معنی میں ہم کسی طرح نہیں سمجھ سکتے۔ پس جبکه دونوں کتابوں سے ثابت ہوگیا که انبیاء معصوم نہیں ہوتے تو اب ہم کہتے ہیں که داؤد وغیرہ انبیاء تھے اور اُن کے واسطے عصمت شرعط نہیں ہے پس اُنکی حرکات یا تو ضرورت شرعی ینطیات میں داخل ہیں اور اُن کی نبوت میں خلل انداز نہیں ہیں کیوں اُنہوں نے نفس امارہ کی اطاعت سے یا ضرورت شرمی سے یه کام کئے ہیں چنانچه داؤد ۱۵ زبور میں اپنے گناہ کا اقرار کرکے صاف روتا ہے مگر حضرت محمد دعویٰ کرتے ہیں که میں نفس کی اطاعت سے یه کام نہیں کرتا بلکه مجھے خدا نے یه کام کرنے کا حکم دیا ہے اور اُس کی مرضی سے کرتا ہوں یعنی زید کی جورو سے خدا نے میرا خود نکاح پڑھادیا اور ماریه قبطیه کی بابت جو قسم کھائی تھی اُس کے توڑنے کا بھی مجھے خدا نے حکم دیا اور سب

[1] یعنی بائبل وقرآن

عورتوں کی باتیں بموجب حکم الہٰی کے کرتاہوں اب دیکھئے
کہ خدا پر تہمت لگائی جاتی ہے کہ وہ ایسی بے ہودہ حرکات
کرنے کا انہیں حکم دیتا ہے اس لئے داؤد کی حرکات کی مانند یہ
حرکات محمدیہ نہیں ہوسکتی کہ اُن کا نظیر دینا جائز
ہو۔ دوسری وجہ یہ کہ انبیاء کے واسطے توعصمت شرط
نہیں ہے مگر شفیع کے واسطے نہایت ضروری شرط ہے کیونکہ
بدوں عصمت کے شفیع نہیں ہوسکتا ورنہ وہ خود شفیع کا
محتاج ہوگا پس حضرت محمد مدعی شفاعت ہیں اگر اُنکی
حرکات مثل داؤد کے خطیات میں شمار کی جائیں تولا زم آئے
گا کہ وہ شفیع نہیں ہیں اوریہ خلاف معروض کے ہے پس یہ
نظیر دینا مسلمانوں کا باطل ہے۔ اب علماء محمدیہ پردہ پوشی
کےلئے یوں کہتے ہیں کہ آنحضرت نبی وشفیع اور معصوم
وغیرہ سب کچھ تھے اوریہ یعنی کثرت ازواج اورعام مسلمان
عورتوں کو بلامہر وبلانکاح لفظ ھبہ سے صحبت میں لانا
وغیرہ جوجو امورہیں یہ سب خصائص محمدیہ میں داخل ہیں
پس یہ محامد ہوئے نہ عیوب۔ اس کاجواب یہ ہے کہ جو
امورآدم کے وقت سے آج تک عقل سلیم او رشریعت الہٰی
نے عیوب میں داخل سمجھے ہیں اورجن کے سبب سے اشرار
وابرار میں تمیز کی جاتی ہے اُن امور کو اگرہم اپنے شفیع یوم
المجزا میں پائیں تو بتلاؤ کہ کس دلیل سے وہ عیوب محامد
میں خیال کئے جائیں جس دلیل سے اُن کے حق میں محامد
سمجھوگے اُسی دلیل سے اشرار لوگ اپنے حق میں بھی محامد
وخصائص میں داخل ہیں تو خصائص کرشن یا کنہیا جی کے اور
خصائص امرالقیسہ میں بھی یہی امور درج ہیں اُن کو بھی
مطمعون نہ کرو اس کے کیا معنی کہ دوسرے کہ حق میں تو یہ
عیب ہے مگر میرے حق میں ہنر۔ ہاں ایسے خصائص بتلاؤ کہ
جیسے یسوع مسیح کے پاک خصائص ہیں۔ مثلاً ساری عمر
کنوارا رہنا گناہ سے معصوم رہنا۔ مختارانہ معجزات دکھلانا
لوگوں کے گناہوں کی خاطر مارا جانا۔ تین دن بعد گور سے جی
اٹھنا۔ جہاں کو گناہوں سے پاک کرنا۔ خدا کے دھنے ہاتھ
ہمیشہ بیٹھنا ۔ جہان کا انصاف کرنے کو قیامت کے دن آنا۔
وغیرہ من المحاسن والمحامد الحقیقتہ پس یہ خصائص
مسیحیہ ہیں بھلا جس کے خصائص مثل خصائص گنہگاروں
کے ہوں اورزبردستی سے ایک گروہ اُن کو محامد میں داخل
کرکے تکلف کی جھوٹی باتیں کرتے۔

دوسرا اعتراض تعلیم محمدیہ پر

بابت بہشت کے ہے آنحضرت نے بہشت کے باب یں
ایسی تعلیم کی ہے عقلاً ونقلاً وہ بیان درست نہیں ہے بلکہ
محض دھوکا اورترغیب معلوم ہوتی ہے ناظرین کو چاہیے کہ
سب آیات بہشت کو ملاحظہ کریں بعد ازاں اُن سب آیات کے
مضامین سے جو نتیجہ نکلتا ہے دیکھ کر انصاف کریں پس
واضح ہو کہ قرآن میں بہشت کی بابت سورہ محمد میں یوں
لکھا ہے " مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاء غَيْرِ آسِنٍ
وَأَنْهَارٌ مِن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ
وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن
رَّبِّهِمْ یعنی حال اُس بہشت کا جن کا متقیوں سے وعدہ ہوا ہے
ایسا ہے کہ وہاں نہریں ہیں جن کا پانی بونہیں کرتا اوردودھ کی
نہریں ہیں جس کا مزہ نہیں بدلتا اورشراب کی نہریں ہیں جو
پینے والوں کو مزادیتی ہیں اورصاف شہد کی نہریں ہیں اورہر
قسم کے میرے اوروہ لوگ اپنے خدا کی بخشش حاصل کرینگے۔
پھر سورہ رحمٰن میں ہے فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنسٌ
قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ یعنی بہشت میں ایسی حوریں ہیں نیچی نگاہ
والیاں کہ اُن کو کسی آدمی یا جن نے پہلے بہشتیوں کے نہیں
چھوا پھر سورہ نبا میں ہے وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًاوَكَأْسًا دِهَاقًا یعنی
بہشت میں نئی چھاتیوں والی عورتیں ہیں اورلباب بھرے
پیالے شراب کے اسی طرح کے مضمون قرآن میں بہت سے
لکھے ہیں مگر یہ شب بناوٹ معلوم ہوتی ہے کیونکہ کتب
سماوی سے یہ ثابت ہوا ہے کہ بہشت میں مجازی خوشی
کوئی نہیں ہے بلکہ روحانی خوشی وہا نپر ہوگی چنانچہ حضرت
عیسیٰ نے متی ۲۲باب آیت ۲۴ سے ۳۰ تک میں صاف کہا ہے
کہ وہا ں پر عورتیں نہیں ملتی بلکہ فرشتوں کی مانند رہتے ہیں
جبکہ حضرت عیسیٰ بہشت کی کیفیت اس طرح پر بیان کرچکے
اوراگلے انبیاء کی کتابیں بھی ایسے قسم کے بیانات سے مملو ہیں
پھر یہ نیا بہشت جوبیان ہوتا ہے کہ جوجو چیزیں دنیادارلوگ
اس جہان میں پسند کرتے ہیں یعنی جواب عورتیں اورشراب
خواری اورچاندی سونا اورفرشتوں پر تکیہ لگا کر بیٹھنا اورنوکرو
غلام سامنے کھڑے کرنا وہ سب بموجب اُن کی خواہش کے
بہشت میں ثابت کیا گیا ہے یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ جہلاء
کو ترغیب دیکر اپنے مذہب میں لانا منظور تھا کیونکہ اُن کے
دل کی خواہش کے مطابق اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

تیسرا اعتراض بابت جہاد وغیرہ کے

سورہ تحریم میں ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ یعنی اے نبی جہاد کو کافروں اور منافقوں سے اوراُن پر سختی کر۔سابق میں جبکہ مسلمان کمزور تھے تویہ آیت آئی تھی "لکم دینکم ولی دین" یعنی تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر رہیں نہ تم ہم کو ستاؤ نہ ہم کچھ کہیں۔ یہاں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جب آنحضرت ضعیف اورناطاقت تھے تویہ عہد باندھا تھاکہ ہم تم اپنے اپنے دین پر قائم رہیں مگراب جو طاقت آگئی اورعرب کے کچھ لوگ مسلمان ہوگئے توپہلے وعدہ سے انحراف کرکے لڑائی کا حکم جاری کیا یہاں سے گونگیراپن اوردلکا کپٹ ظاہر ہوتا ہے اورایک طرح کی دغابازی کفار کے ساتھ پائی جاتی ہے علاوہ ازیں خود نفس جہاد پر بھی اعتراض ہے کیونکہ یہ امر نہایت قبیح اوردین کے باب میں مکروہ ہے اوراس کے جاری کرنے سے دین کا کوئی فائدہ نظر نہیں آتا بلکہ دین کا بڑا نقصان ہوتا ہے ہاں اتنا فائدہ ہے کہ مسلمانوں کو لوٹ کا مال اور پرائی عورتیں اورغلام مفت ہاتھ آجایا کرتے تھے اورآنحضرت کو بھی پانچواں حصہ لوٹ کے مال سے ملتا تھا۔یہاں سے صاف ظاہرہے کہ اسی طمع پر جہاد کئے جاتے تھے چنانچہ قرآن میں جابجا مسلمانوں کو مال غنیمت کی ترغیب دلائی گئی ہے جیسے کہ فصل دوم میں مذکور ہے اورپرائی عورتوں سے جو جہاد میں ہاتھ آئیں بلانکاح صحبت بھی ایسے مطلب سے جائز کی گئی ہے ہم تو جانتے ہیں کہ خالصتہ اللہ یہ کام ہوتاہے جبکہ پانچواں حصہ لوٹ کا آنحضرت بھی نہ لیتے اورمسلمان بھی پرائی عورتوں اور مال پر دست اندازی نہ کرتے یہ سب باتیں اپنی غرض کے واسطے ہیں۔اوراس کا نام یہ رکھا گیاہے کہ خدا کا دین جاری کرنے کے واسطے یہ کام ہوتا ہے اگر ہم تمام بیان جہاد کا اور جو جو کچھ آنحضرت اوراُنکے اصحاب نے کیاہے۔اس جگہ پر بیان کریں تو کتاب بھی بڑھ جائے گی اورایک طرح کے خلق کے بھی خلاف ہے اس لئے مصنف کے واسطے اسی قدر کافی ہے کہ بعض مسلمان یوں کہتے ہیں کہ موسیٰ وداؤد وغیرہ انبیاء نے بھی جنگ کئے ہیں اور فوج کشی کرکے مال غنیمت کھایاہے اُن کو چھوڑ کر آنحضرت پرکیوں اعتراض کرتے ہو اس کا جواب یہ ہے کہ اُن لوگوں نے دنیاوی جنگ ہیں اورمراد اُن کی ان لڑائیوں سے یہ

تھی کہ اُن کو ملک ہاتھ آئے اورخدا کوبھی یہی منظور تھا کہ کنعانیوں کے ممالک واسباب یہودیوں کو دئیے اس لئے اُس نے حکم دیا کہ کنعانیوں کو قتل کرو اوراُن کے ملک چھین لو اورتم عیش وآرام سے اُس ملک میں رہو یہ غرض نہیں تھی کہ اگر وہ ایمان لائیں تو چھوڑدو اورجو نہ لائیں تواُن سے روپیہ لیلو اورجو نہ ایمان لائیں اورنہ تم کو روپیہ دیں تو قتل کرو اور اُن کی عورتیں اوربچے پکڑ کے نفع اٹھاؤ وہ معاملے تو ایسے تھے جیسے کہ کوئی غضب الہٰی خاص کسی فرقہ یا خاص کسی شہر پرآتا ہے یعنی کنعانیوں پر غضب الہٰی بنی اسرائیل کے ذریعہ سے بھیجا گیا تھا اگر وہ ایمان لائیں توبھی مارے جائیں اور جونہ لائیں توبھی مارے جائیں کسی حالت میں معاف نہیں ہوسکتے الغرض جہاد کی صورت اور ہے اس کا نظیر دینا نامناسب ہے اوریہی باعث ہے کہ آج تک عیسائیوں اور یہودیوں نے یہ مسلمانوں کا نظیر قبول نہیں کیا۔ محقق منصف پر خوب روشن ہے کہ موسیٰ وغیرہ کے جنگ اوراُس کی علت غائی اورصورت وقوع توریت میں کچھ اورہے اورجہاد محمدی کی صورت اورعلت غائی کچھ اورہے ہرگز مطابقت نہیں ہے۔

چوتھا اعتراض

ساری تعلیم محمدی مجازی تعلیم ہے روحانی بات کوئی بھی اُنہوں نے تعلیم نہیں کی اگر کوئی تعلیم محمدی قرآن میں روحانی لکھی ہے تو مسلمان لوگ ہم کو بتلائیں ہم نے تو سارے قرآن میں محمدی تعلیم کو غور سے دیکھا بالکل جسمانی تعلیم ہے مثلاً کعبہ کا حج صفا مروہ کے درمیان دوڑنا۔ سات کنکریاں پہاڑ پر جاکر پھیکنا۔ کعبہ میں چل کر سر منڈوانا۔ حجر اسود کو بوسے دینا۔ بکری ذبح کرنا۔ وضو کرنا۔ غسل کو عبادت جاننا۔ آب زم زم پینا۔ کعبہ کے غلاف کو چومنا۔ الفاظ پرستی کرنا۔ وغیرہ یہ سب مجازی باتیں ہیں بعضی بت پرستوں کے مذہب کی ہیں اوربعضی شریعت موسوی کی جو کہ موت کے وقت تھے اورحضرت مسیح نے اُس کی تکمیل کرکے جہان کو اُن سے آزاد کیا تھا اورمسیح کے آنے سے وہ سب متروک ہوکر بجائے اُن کے روحانی تعلیم جاری ہوئی تھی اب تعلیم محمدی اُس روحانی تعلیم کو جو عقلاً ونقلاً اورتجربتہً وسائیل نجات ہیں اورانجیل بالکل اُن سے بھری ہوئی ہے چھوڑنا چاہتی ہے کوئی دانا تجربہ کا رمنصف ایماندار مسیح

کی تعلیم کے سامنے اس تعلیم محمدی کو ہرگز پسند نہ کریگا بخوف طوالت اس فصل میں بطورنمونہ تھوڑا سا لکھا جواب الجواب میں اچھی تشریح کردی جائیگی انشاء اللہ تعالیٰ پس جبکہ نہ تو معجزات ثابت ہوتے ہیں اورنہ پیش گوئیاں اورنہ کسی اگلے نبی نے اُن کی خبردی ہے اورنہ اُن کی تعلیم اچھی ہے اورنہ اُن کی معصومیت ثابت ہوتی ہے اورنہ اُن کا چال وچلن اچھا ہے بھلا پھر انصاف کروکہ کس بھروسے پر اُن کو اپنا شفیع قراردیں اورنبوت کے قائل ہوں تعصب کو چھوڑدو عدالت کا دین یاد کرکے انصاف کروآئندہ اختیار ہے وما علی الرسول الا بلاغ فقط۔

باب دوم

اس امر کے بیان میں کہ آیا دین عیسائی من جانب اللہ ہے یا نہیں اوراگر حق ہے توکون سی دلیلوں سے اُس کا حق ہونا ثابت ہوا

واضح ہو کہ اول تو اُنہیں چار علامتوں کا تلاش کرنا جوباب اول میں مذکورہوئیں یہاں پربھی لازم ہے بعد اس کے بعض خصوصیات جو اس مذہب میں پائی جاتی ہیں اوراُن کی جہت سے اس دین کا من جانب اللہ ہونا متحقق ہوتا ہے آخر میں ذکر کی جائینگی۔

فصل اول

حضرت عیسیٰ کے معجزات کی تحقیقات میں

اگرچہ اہل اسلام اُن کے معجزات کا انکارنہیں کرسکتے کیونکہ قرآن کو معجزات عیسویہ ہے سے رونق دی گئی ہے توبھی بعض معجزات حضرت مسیح کے ذکرکرنا ضروریات سے ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ یہ معجزات نصوص سے ثابت ہیں آیات مشترکات سے ثابت نہیں اوراُن کے وقوع میں

مفسرین بھی اختلاف نہیں کرتے جیسے کہ معجزات محمدیہ کے وقوع میں مفسرین قرآن اختلاف کرتے ہیں اوریہ معجزات رسولان برحق یعنی حواریوں کی تحریرات سے ثابت ہیں جوکہ اُنہوں نے اپنی حین حیات میں ہے منتشرکردی تھیں اورخود بھی اُن کی اصلاح کے واسطے سفرکرتے پھرتے تھے چنانچہ قرآن میں بھی سورہ یاسین کے اندراُن کی رسالت اورسفرکاذکرآیا ہے وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلاً أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءهَا الْمُرْسَلُونَ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ یعنی بیان کر واسطے اُنکے بات گانوں والوں کی جب کہ وہاں گئے رسول جب کہ بھیج دئے ہم نے اُن کے پاس دو رسول تو جھٹلایا اُنہوں نے اُن کو پس تقویت کی ہم نے اُن کی تیسرا رسول بھیج کر پس کہا اُنہوں نے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ یوحنا وشمعون وغیرہ تھے۔ چنانچہ اُن کے ذکر میں جدا رسالہ لکھا گیا ہے پس اگر کوئی صاحب اُن معجزات عیسویہ سے کماحقہ واقف ہونا چاہے تو انجیل کو اول سے آخر تک علماء مسیحیہ سے سمجھ کر پڑھے مگربندہ اُن میں سے کچھ یہاں پر ذکرکرتا ہے۔

نمبر۱ کوڑھی کا معجزہ

متی کے ۸ باب آیت ۲ سے ۳ تک۔ دیکھوایک کوڑھی نے آکے اُسے سجدہ کیا اورکہا اے خداوند اگرتو چاہے تو مجھے اصف کرسکتاہے۔ یسوع نے ہاتھ بڑھا کر اُسے چھوا اورکہا میں چاہتاہوں کہ توصاف ہواوروہیں اُس کا کوڑھ جاتارہا۔

نمبر۲ فالج زدہ کا معجزہ

متی کا ۸ باب آیت ۵ سے ۱۳تک دیکھو۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یسوع نے صوبہ دارکو کہا اورجیسا توایمان لایا تیرے لئے ہواوراُسی گھڑی اُس کا نوکراچھا ہوگیا۔

نمبر۳ ہوااوردریا کا معجزہ

متی کا ۸ باب آیت ۲۴ سے ۲۷ تک ۔ اوردیکھو دریا میں ایسی بڑی آندھی آئی کہ کشتی لہروں میں چھپ گئی پروہ سوتا تھا تب اُس کے شاگردوں نے پاس آکے اُسے جگایا اورکہا اے خداوند ہمیں بچا کہ ہم ہلاک ہوتے ہیں اوراُس نے انہیں کہا اے کم اعتقادو کیوں ڈرتے ہوتب اُس نے اٹھ کے ہوااوردریا کو ڈانٹا اوربڑا چین ہوگیا اورلوگوں نے تعجب کیا اورکہا کہ یہ کیسا آدمی ہے کہ ہوااوردریا بھی اُس کی مانتے ہیں۔

نمبر۴ مفلوج کا معجزہ

متی کا ۹باب آیت ۲ سے ۷ تک دیکھو ایک مفلوج کو جو چارپائی پر پڑا تھا اُس کے پاس لائے اوریسوع نے اُس کا ایمان دیکھ کرمفلوج کو کہا اے بیٹے خاطرجمع رکھ تیرے گناہ تجھے معاف ہوئے اوردیکھو بعض فقیہوں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ کفر بکتا ہے پر یسوع نے اُن کے دل کی جان کر کہا کیوں اپنے دلوں میں بدگمانی کرتے ہوکونسا آسان ہے یہ کہنا کہ گناہ تیرے معاف ہوئے یہ کہنا کہ اٹھ اورچل پر اس لئے کہ تم جانو کہ انسان کے بیٹے کو زمین پر گناہ معاف کرنے کا اختیار ہے سو اُسنے مفلوج کو کہا اٹھ کر اپنی چارپائی اٹھا اوراپنے گھر چلا جا اوروہ اٹھ کر اپنے گھر چلا گیا۔

نمبر۵ عورت حائضہ کا معجزہ

متی کا ۹باب آیت ۲۰ سے ۲۲ تک دیکھو۔ کہ ایک عورت نے جس کا بارہ برس سے لہو جاری تھا پیچھے سے آکے اُس کے کپڑے کا دامن چھوا کیونکہ اپنے جی میں کہا کہ اگر اُس کپڑا چھوؤں تو چنگی ہوجائیگی تب یسوع نے پھر کے اوراُسے دیکھ کر کہا اے بیٹی خاطرجمع رکھ کہ تیرے ایمان نے تجھے بچایا سو عورت اُسی گھڑی سے چنگی ہوگئی۔

نمبر۶۔ لڑکی کے زندہ کرنے کا معجزہ

متی کا ۹باب آیت ۲۳ سے ۲۶ تک ۔ جب یسوع سردار کے گھر میں آیا اوربانسلی بجانے والوں اوربھیڑکو غل مچاتے دیکھا تو اُنہیں کہا کنارہ ہو کہ لڑکی نہیں مری بلکہ سوتی ہے اور وہ اُس ہنسے پر جب بھیڑ نکالی گئی اُس کے اندر جاکے اُس کا ہاتھ پکڑا اورلڑکی اُٹھی اوراُس کی شہرت اُس تمام ملک میں پھیل گئی ۔

نمبر۷۔ دو اندھو کو آنکھیں دینے کا معجزہ

متی کا ۹باب آیت ۲۷ سے ۳۰۔ جب یسوع وہاں سے روانہ ہو دو اندھے اُس کے پیچھے پکارتے اور کہتے آئے کہ اے داؤد کے بیٹے ہم پر رحم کر اورجب وہ گھر میں پہنچا اندھے اُس کے پاس آئے اوریسوع نے اُنہیں کہا کیا تمہیں اعتقاد ہے کہ میں یہ کرسکتا ہوں وہ بولے ہاں اے خداوند تب اُس نے اُنکی آنکھوں کو چھوا اورکہا تمہارے اعتقاد کے موافق تمہارے لئے ہو اوراُن کی آنکھیں کھل گئیں۔

نمبر۸۔ گونگے کو زبان دینے کا معجزہ

متی کا ۹باب آیت ۳۲ سے ۳۳ تک۔ جس وقت وہ نکلے دیکھو لوگ ایک گونگا دیوانہ اُس کے پاس لائے اورجب دیو نکالا گیا تھا۔گونگا بولنے لگا اورلوگوں نے تعجب کرکے کہا ایسا کبھی اسرائیل میں نہ دیکھا گیا۔

نمبر۹۔ روٹیوں کا معجزہ

متی کا ۱۴باب آیت ۱۷ سے ۲۱تک۔اُنہوں نے اسے کہا یہاں ہمارے پاس پانچ روٹیوں اوردو مچھلیوں کے سوا کچھ نہیں ہے وہ بولا اُنہیں یہاں میرے پاس لاؤ اوراُس نے حکم دیا کہ لوگ گھاس پر بیٹھیں اوراُن پانچ روٹیوں اور دومچھلیوں کولیکے اورآسان کی طرف دیکھ کر برکت چاہی اور توڑکے شاگردوں کو اورشاگردوں نے لوگوں کودیں اورسبھوں نے کھایا اور سیر ہوئے اورٹکڑوں کو جو بچ رہے بارہ ٹوکریاں بھریں اٹھائیں اورکھانے والے سوا عورتوں اورلڑکوں کے تخیمناً پانچ ہزارمرد تھے۔

نمبر۱۰۔ دریا پرچلنے کا معجزہ

متی کا ۱۴باب آیت ۲۲ سے ۲۷ تک۔ اورآپ نے فوراً صحابہ کرام کو مجبورکیا کہ کشتی میں سوارہوکر آپ سے پہلے پارچلیں جائیں جب تک آپ لوگوں کو رخصت کریں۔ اور لوگوں کو رخصت کرکے تنہادعا کرنے کےلئے پہاڑپر تشریف لے گئے اورجب شام ہوئی تو وہاں اکیلے تھے۔ مگرکشتی اس وقت جھیل کے بیچ میں تھی او رلہروں سے ڈگمگارہی تھی کیونکہ ہوا مخالف تھی۔ اورآپ رات کے چوتھے پہر جھیل پر چلتے ہوئے ان کے پاس آئے ۔ صحابہ کرام آپ کو جھیل پرچلتے ہوئے دیکھ کرگھبراگئے اور کہنے لگے کہ بھوت ہے اورڈر کرچلا اٹھے ۔ آپ نے فوراً ان سے کہا تسلی رکھو میں ہوں ۔ ڈرو مت۔

نمبر۱۱۔سوکھا ہاتھ درست کرنیکا معجزہ

مرقس کا ۳باب آیت ۱ سے ۵ تک ۔ اورآپ عبادت خانہ میں پھر داخل ہوئے اوروہاں ایک آدمی تھا جس کا ہاتھ سوکھا ہوا تھا ۔ اوروہ آپ کی تاک میں رہے کہ اگرآپ اسے سبت کے دن شفا عطا فرمائیں توآپ پرالزام لگائیں۔ آپ نے اس آدمی

سے جس کا ہاتھ سوکھا ہوا تھا فرمایا بیچ میں کھڑے ہوجاؤ۔ اوران سے فرمایا سبت کے دن نیکی کرنا جائز ہے یا بدی کرنا؟ جان بچانا یا قتل کرنا ؟ وہ چپ رہ گئے۔آپ نے ان کی سخت دلی کے سبب سے غمگین ہوکر اورچاروں طرف ان پر غصہ سے نظر کرکے اس آدمی سے فرمایا اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔ اس نے بڑھایا اوراس کا ہاتھ درست ہوگیا۔

نمبر۱۲۔ لعزرکو چاردن بعد قبر سے زندہ کرنے کا معجزہ

یوحنا کا ۱۱باب آیت ۱ سے ۴۶تک۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کئی آدمیوں کے ساتھ مسیح لعزرکی قبرپر گیا جوکہ چار دن کا مدفون تھا اوربلند آواز سے پکارا کہ اے لعزرنکل آ اوروہ قبر سے کفن پوش زندہ ہوکرنکل آیا۔

نمبر۱۳۔ پانی کو مے بنانے کا معجزہ

یوحنا کا ۲باب آیت ۱ سے ۱۱تک ۔ خلاصہ۔ قانائے گلیل میں کسی کا بیاہ ہوا یسوع اوراُس کی ماں اوراُس کے شاگرد بھی گئے تھے جب انگوری مے گھٹ گئی تو مسیح نے چھ مٹکوں میں پانی بھروایا جونکالا تو شراب نہایت عمدہ بن گئی۔

نمبر۱۴۔ کسی بیوہ کے مردہ بیٹے کو زندہ کرنا۔

لوقا کا ۷ باب آیت ۱۱ سے ۱۷تک۔ خلاصہ۔جب لوگ اُس بیوہ کے بیٹے کا جنازہ لئے جاتے تھے اوروہ روتی جاتی تھی مسیح نے رحم کرکے کہا مت رواورپاس آکے تابوت کو چھوا اوراٹھانے والے کھڑے رہے مسیح نے کہا اے جوان میں تجھے کہتاہوں اٹھ اوروہ مردہ اٹھ بیٹھا اوربولنے لگا تب مسیح نے اُس کی ماں کو سونپا اورلوگ خدا کی ستائش کرکے بولے کہ بڑا نبی ہم میں مبعوث ہوا۔ الغرض انجیل مقدس میں حضرت عیسیٰ کے بہت سے معجزے صراحت کے ساتھ مذکورہیں کسی طرح ان معجزات کے وقوع میں شک نہیں ہے اورغیرلوگ یعنی کفاربھی اُس کے معجزات کے قائل تھے مگر اتنا کہتے تھے کہ بعلزبول کی مدد سے کرتا ہے جس کا جواب بھی مسیح نے نہایت درست دیا یعنی شیطان شیطان کودفع نہیں کرسکتا اورجو کریگا تواپنی سلطنت میں مخل ہوگا اوریہ بات بھی خیال کے لائق ہے کہ محمد کو کفارعرب مجنوں یاشاعریا ساحر کہتے تھے مگر حضرت عیسیٰ کو کہتے تھے کہ بعلزبول کی مدد سے کرتا ہے اوراُس کے کاموں سے سخت

حیران تھے یہ اعتراض اُن کا کہ بعلزبول اُس کے ساتھ ہے وقوع معجزات پرنص قطعی ہے مگر حضرت محمد کی نسبت ان تین یعنی معجنوں وشاعر وساحر کے خیالوں کے اجتماع سے جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے عقل سلیم پرپوشیدہ نہیں ہے۔

دوسری فصل مسیح کی پیش گوئیوں کے بیان میں

اس فصل میں بھی بطورنمونہ چند مقام لکھے جائینگے کیونکہ ناظرین انجیل میں خود سب کچھ دیکھ سکتے ہیں۔

نمبر۱۔ یروشلیم کی تباہی کی خبر

لوقا کا ۱۹باب آیت ۴۳۔ کیونکہ وہ دن تجھ پر آئینگے کہ تیرے دشمن تیر گرد مورچہ باندھینگے اور تجھے گھیر لینگے اورسب طرف سے تنگ کرینگے اورتجھ کو اورتیرے لوگوں کو جو تجھ میں ہیں خاک میں ملائینگے اورتجھ میں پتھر پر پتھر نہ چھوڑینگے اس لئے کہ تو نے اس وقت کو کہ تجھ پر نگاہ تھی نہی نہیں پہچان لیا۔

پس ایسا ہواکہ یروشلیم برباد ہوئی اوراس طرح کی تباہی اس شہر پر آئی کہ قیامت کا نمونہ ہوگیا اور وہ جو موسیٰ نے استشنا کے ۱۸باب کے آیت ۱۸ میں کہا تھاکہ جو کوئی اُس کی نہ سنیگا میں اُس سے مطالبہ کرونگا پورا ہو یعنی یروشلیم کے باشندوں نے جواُس کی نہ سنی تواُن سے سخت مطالبہ کیا گیا۔

نمبر۲۔یہودا اسکریوتی کی خبر

یوحنا کا ۱۳باب آیت ۲۱۔ یسوع یہ کہہ کے روح میں مضطرب ہوا اورگواہی دی کہ میں تمہیں سچ کہتاہوں ایک تم میں سے مجھے حوالے کریگا۔ اوراُس کا نام بھی اُس نے بتلادیا کہ وہ یہودا اسکریوتی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اُس نے اسے پکڑوایا۔

نمبر۳۔ غیرقوموں کے ایمان کی خبر

متی کا ۸باب آیت ۱۱ میں ہے اورمیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بہتیرے پورب اورپچھم سے آکر ابرہام اوراضحاق اور یعقوب کے ساتھ " آسمان کی بادشاہی " کی ضیافت میں شریک ہوں گے ۔ مگر بادشاہی کے بیٹے باہر اندھیرے میں ڈالے جائیں گے ۔ وہاں رونا اوردانت پیسنا ہوگا۔

دیکھو یہ پیش گوئی کیسی صادق آئی کہ کروڑھا مردم پورب اور پچھم کے باشندے ایمان لاکر مسیح کی کلیسیا میں داخل ہوچکے ہیں مگر بادشاہت کے فرزند یعنی یہودی قریب چالیس

لاکھ کے بے ایمان پھرتے ہیں کیونکہ اُن باپ دادوں نے مسیح کے خون کا وبال اپنی اوراپنی اولاد کی گردن پر لیا تھا۔

نمبر۴۔ مسیح کے تیسرے دن جی اٹھنے کی خبر

متی کا ۱۶باب آیت ۲۱میں ہے اس وقت سے سیدنا عیسیٰ المسیح اپنے صحابہ کرام پر ظاہر کرنے لگے کہ آپ کو ضرورہے کہ یروشلیم کو جائیں اوربزرگوں اورامامِ اعظم اور فقیہوں کی طرف سے بہت دکھ اٹھائے اورقتل کیا جائیں اور تیسرے دن جی اٹھیں۔پس ایسا ہی ہوا کہ وہاں گئے اور بموجب اپنے ارشاد کے مارا گئے پھر تین دن بعد جی اٹھے اور آسمان پرتشریف لے گئے۔

نمبر۵۔ پطرس کے انکارکی خبر

متی کا ۲۶باب آیت ۳۴۔ سیدنا عیسیٰ المسیح نے ان سے فرمایا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اسی رات مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تم تین بارمیرا انکارکروں گے۔چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اُس نے تین بارانکارکیا پھرجب کہ اُس کو مسیح کی پیش گوئی یادآئی تو وہ رونے لگا۔

نمبر۶۔ مسیح لے لٹکائے جانے کی خبر

یوحنا کا ۳باب آیت ۱۴، ۱۵ میں ہے اور جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان میں اونچے پر چڑھایا اسی طرح ضرورہے کہ ابن آدم بھی اونچے پرچڑھایا جائے۔ تاکہ جوکوئی ایمان لائے اس میں ہمیشہ کی زندگی پائے۔ایسا ہی ہواکہ وہ صلیب پرلٹکایا گیا اوراُس پر ایمان لانے سے بندوں کو نجات ملتی ہے۔

نمبر۷۔ اُس کی باتیں نہ ٹلنے کی خبر

متی کا ۲۴باب آیت ۳۵۔ آسمان اورزمین ٹل جائینگے پر میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی۔ یہ خبربھی کیسی اچھی طرح ظہور میں آئی غیرمذہب والوں نے عیسائیوں کو ابتدا میں بڑی سخت تکلیف دی اوریہ چاہاکہ کسی طرح اُن کو دنیا سے نیست ونابودکردیں اوراب بھی یہی چاہتے ہیں مولوی رحمت اللہ بھی جانتے ہیں چنانچہ اعجاز عیسوی میں لکھاہے کہ اوایل میں دس دفعہ عیسائیوں پر قتل عام کا حکم ہوا اور صدھا مردم مارے بھی گئے۔ مگربموجب اس پیش گوئی کے کہ میری باتیں نہ ٹلینگی کچھ تنزل نہیں ہوا بلکہ روزبروز ترقی

ہوتی گئی یہاں تک اب دیکھتے ہو۔ اورکیوں نہ ہو کہ جب مسیح نے خود کہا تھاکہ اگر وہ چپ کرینگے تو پتھر چلائینگے۔

نمبر۸۔ انجیل کی منادی کی خبر

متی کا ۲۴باب آیت ۱۴ میں ہے۔ اوربادشاہت کی یہ خوشخبری ساری دنیا میں سنائی جائیگی تاکہ سب قوموں پر گواہی ہو اوراُس وقت آخر آئے گا۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ یہ کیسی عجیب پیش گوئی ہے کیونکہ جس وقت مسیح دنیا میں تھے اُس وقت دین عیسائی نہایت ضعیف تھا مگر بموجب اس پیش گوئی کے تمام جہان میں پھیل چلا تھوڑے سے ممالک باقی رہ گئے ہیں سو اُمید قوی ہے کہ جلد وہاں پربھی کلام سنایا جائے اس اٹھارہ سوبرس میں ایسی ترقی ہوئی کہ سارے جہان میں اس بادشاہت کی خوشخبری سنائی جانے کا یقین کامل ہوگیا فقط اورکون اس کا انکارکرسکتا ہے۔

نمبر۹۔ جھوٹے نبیوں کی خبر

متی کا ۲۴باب آیت ۱۱ میں ہے اوربہت جھوٹے نبی اٹھینگے اوربہتوں کو گمراہ کرینگے اوربیدینی پھیل جانیکے سبب بہتوں کی محبت ٹھنڈی ہوجائیگی پر جو آخر تک سہیگاوہی نجات پائے گا۔یہ پیش گوئی بھی پوری ہوئی اورہوتی جاتی ہے کہ بہت سے لوگ ناحق نبوت کا دعویٰ کرچکے ہیں اورآئندہ کو بھی شاید کریں۔

نمبر۱۰۔ حواریوں کی مصیبت کی خبر

متی کا ۲۴باب آیت ۹ میں وہ تمہیں دکھ میں حوالے کرینگے اورما ڈالینگے اورمیرے نام کے سبب قومیں تم سے کینہ رکھینگی۔یہ بھی ہوگیا اورآج تک عیسائیوں کو دکھ دیتے ہیں یہ بھی بڑے تعجب کی بات ہے اگر کوئی شخص زناکاریا چوریا شرابی یا ہندویا سکھ یافارسی یا دھریہ یا برھم سبھائی یا مجوسی یا مسلمان یا بدھ وغیرہ مذہب کا ہوجائے توکوئی بھی اُس کو دکھ نہیں دیتا مگر عیسائی کو نہایت تکلیف ودکھ دیتے ہیں اور کہ اُس جہان کا آدمی اِس جہان کے لوگوں کو نہایت ناگوار ہے اورآپس میں یہ سب اسلئے خوش رہتے ہیں کہ سب ایک ہی جہان اورایک ہی بادشاہت کے لوگ ہیں۔ ابہم کہاں تک مسیح کی بتائی ہوئی پیش گوئیاں بیان کریں بہتریوں ہے کہ شوقین آپ انجیل دیکھ لے اور مکاشفات یوحنا جو بالکل پیش گوئیں سے پُر ہے بغورپڑھے تاکہ اُس پر مسیح کی

پیش گوئیوں کا لطف کھل جائے۔ اب ناظرین کو چاہیے کہ محمدی معجزات اوراُن کی پیش گوئیاں اورحضرت عیسیٰ کے معجزات اوراُن کی پیش گوئیاں قطع نظراُن پیشن گوئیوں کے جو توریت میں مذکورہیں اچھی طرح ایمانداری سے مقابلہ کرکے دیکھے کہ کسی کو ترجیح ہے اورکون سی بات قابل یقین ہے۔

تیسری فصل

اس امر کے بیان میں کہ اگلے نبیوں نے حضرت عیسیٰ کے حق میں کچھ خبردی ہے یا نہیں

واضح ہو کہ حضرت عیسیٰ کے حق میں انبیاء سابق کے اخباربکثرت ہیں مگر بعض صراحتاً اوربعض اشارتاً یہ کہ سب اشارتاً ہیں جیسے کہ مولوی رحمت اللہ کا باطل گمان ہے اوریہ بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ سب پیش خبریاں صراحتاً ہیں کیونکہ بعض خبروں میں عام الفاظ اورعام مضامین ہیں تاہم اُن نصوص کی جہت سے جو بالتصریح بیان ہوئے ہیں مسیح کے حق میں قطعی گمان کئے جاتے ہیں اورجوخبریں اشارتاً ہیں وہ سب بسبب قرینہ قوی کے اُسی کے حق میں تصور کی جاتی ہیں اورچونکہ میزا ن الحق وغیرہ میں ایسی خبریں ذکر ہوچکی ہیں اورہم کو کتاب پڑھنی منظورنہیں اس لئے صرف پتہ نشان بتلاتاہوں جس صاحب کوشوق ہو بائبل میں دیکھ لیں نمبر۱یرمیاہ نبی کی کتاب باب ۲۳ کے آیت ۵، ۶ نمبر۲ داؤد یرمیاہ کا ۳۳ باب آیت ۱۴سے ۱۶تک نمبر۷ دانیال کا ۹باب آیت ۲۴سے ۲۷تک نمبر۸ ذکریا کا ۳باب آیت ۸ نمبر ۹ ذکریاہ کا ۶باب آیت ۱۲سے ۱۵تک ۔ نمبر۱۰پیدائش کا ۴۹باب آیت۱۰ سے ۱۲ تک نمبر۱۱ یسعیاہ نبی کا ۶۲ باب آیت ۱۱ سے ۱۲ تک نمبر۱۲ حزقیل کا ۲۱باب آیت ۲۷ نمبر۱۳یسعیاہ کا ۱۲باب آیت ۱سے ۴ تک نمبر۱۴ یسعیاہ کا ۴۲ باب آیت ۱ سے ۴ تک نمبر۱۵ یسعیاہ کا ۴۹باب آیت ۶سے آخرتک نمبر۱۶ یسعیاہ کا ۵۳باب تمام نمبر۱۷ میکاہ ۵باب آیت ۲ نمبر۱۸ یسعیاہ کا ۷باب آیت ۱۴۔

ان کے سوا اوربہت سےمقام ہیں ان سب مقاموں کے دیکھنے سے معلوم ہوتاہے کہ خدا تعالیٰ نے ان نبیوں کی معرفت ہمارے نجات دھندہ کا پتہ نشان بہت اچھی طرح بتلادیا ہے کہ وہ کہاں پیدا ہوگا اورکس کی اولاد سے اورکس

شہر میں اورکب پیداہوگا اورکیا کریگا اورکس طرح گناہوں کا کفارہ ہوگا اوراُس کے ہرگز کوئی شخص نجات نہیں پاسکتا۔

اگر حضرت محمد شفیع گناہگاران تھے تو اُن کے حق میں انبیاء نے ایسی خبریں کیوں نہیں دیں کوئی نبی اُن کا ذکر بھی نہیں کرتا۔

چوتھی فصل

مسیح کی تعلیم کے ذکر میں

مسیح کی تعلیم ایسی عمدہ اورپاك ہے کہ کسی بشر میں طاقت نہیں جو ایسی عمدہ تعلیم دے سکے چنانچہ اُن انجیل کے پڑھنے والوں پر جنہوں نے کشادہ تعلیم پائی ہے یہ مطلب خوب ظاہر ہے ہاں تنگ تعلیم یافتہ لوگ انجیل کو نہیں سمجھتے مگر وہ معذورہیں۔

اوربعض انجیل کی تعلیموں پر جو لوگ اعتراض کرتے ہیں اس کا باعث بھی نادانی اورجہالت ہے کیونکہ جن تعلیمات پر اعتراض ہوتاہے وہ سب مبحث سے خارج ہیں اوراُس میں عقل کو دخل دینا حماقت ہے یعنی متشابہات پر اعتراض کرتے ہیں۔ اگر متشابہات پر ان لوگوں کو اعتراض کرنا جائز ہو توہم بھی قرآن کے متشابہات کے حقیقی معنی دریافت کرینگے اگر وہ لوگ مطابق عقل کے جواب نہ دے سکینگے تو اُن کو بموجب قاعدہ اول کے لازم ہوگاکہ عیسائیوں کے متشابہات پر بھی اعتراض نہ کریں۔ مسیح کی تعلیم کے وہ مسائل جن پر اہل اسلام اعتراض کرتے ہیں اُن میں سے ایك مسئلہ تثلیث کا ہے مسلمان اسکو نہایت نامعقول بات خیال کرتے ہیں اس لئے اس کے باب میں چند سطروں کا لکھنا ضرورہوا۔

واضح ہو کہ انجیل میں تثلیث جو اسرارالہٰی میں سے ایك سر ہے اس طرح پر مذکور ہوئی ہے کہ خدا ایك ہے اورخدا تین ہے یعنی الوحدتہ فی التثلیث فی الوحدتہ ایك میں تین اورتین میں ایك یہ بات آدمی کی سمجھ سے باہر ہے اگرچہ عقل انسانی اس کو سمجھ نہیں سکتی پر عقل یہ بھی نہیں کہتی کہ یہ بات ناممکن ہو۔جیسے کہ وحدت جس پر اہل اسلام نازاں ہیں وہ بھی ایسی چیز ہے کہ کسی بشر کی عقل اُس کو سمجھ نہیں سکتی اورنہ آج تك کوئی مسلمان اسکےمعنی سمجھا اگر مسلمان لوگ وحدت کے حقیقی معنی ہم کوسمجھاسکتے تب اُن کو تثلیث پر اعتراض کرنا جائز ہوتا یا

صرف تثلیث ہی کی تعلیم انجیل میں ہوتی او روحدت کا ذکر نہ ہوتا تو بھی جائے اعتراض تھی مگر انجیل میں صدھا جگہ وحدت کی تعلیم موجود ہے جوعیسائی خدا کو واحد نہ جانے وہ کافر ہے لیکن وحدت کو تثلیث میں اور تثلیث کو وحدت میں پرستش کرنے سے شرك لازم نہیں آتا ہاں اگر وحدت عقلی جوایك قسم کی بت پرستی ہے خدا تعالیٰ کی ذات میں تسلیم کی جائے تو تثلیث عقلی اس میں خلل انداز ہوسکتی ہے اور جبکہ ان دونوں یعنی وحدت وتثلیث میں ادراك کو دخل نہیں ہے اورمعلم اس عقیدہ کا خود خداوند کریم ہے تواس کا ماننا فرض اورنہ ماننا کفر سمجھا جائے گا۔ یہی سبب ہے کہ بعض حکماء راسخین نے ذات حیات اورعلم کو اُصول گردانا ہے اور صوفیہ میں سے بھی بعض جید عالم مثل محی الدین عربی وغیرہ کے اس بات پر متفق تھے اور کہتے تھے کہ ہندہ الثلتہ قدیمتہ اوراہل شرع میں سے بھی بعض فرقے اہل اسلام کے تثلیث کا اقرار کرتے تھے چنانچہ غنیہ الطالبین میں فرقہ صالحیہ کے عقائد میں لکھا ہے کہ ان قول من قال ثلث ثلثہ لیس بکفر۔ یعنی خدا کی ذات میں تثلیث کا قائل ہونا کفر نہیں ہے۔

دوسرا اعتراض یہ کرتے ہیں کہ یسوع مسیح کو خدا اور خدا کا اکلوتا بیٹا کیوں کہتے ہو۔ جواب اگلے انبیاء بھی مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا مانتے تھے۔اورمسیح نے خود بھی کہا کہ میں خدا کا اکلوتا بیٹا ہوں بلکہ خدا بھی ہوں۔ اورمسیح کے افعال مختارانہ جو خدا کو شایان ہیں اُس کی الوہیت پر دلالت کرتے ہیں ان تین وجہ سے ہم اُس کو خدا اورخدا کا بیٹا مانتے ہیں اوراُس کے انکارکوکفرجانتے ہیں۔ اورواضح رہے کہ جیسے یسوع مسیح کو ہم لوگ خدا کامل جانتے ہیں ویسے ہی اُس کو انسان کامل بھی جانتے ہیں انسانیت کے اعتبار سے وہ ابن آدم وغیرہ کہلاتا ہے اورالوہیت کی جہت سے ابن اللہ ہے دیکھو داؤد صاف مسیح کو خدا کہتا ہے زبور ۱۱۰ آیت اول خداوند نے میرے خدا کو کہا تومیرے دہنے ہاتھ بیٹھ جب تك کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کی چوکی کردوں۔ پھر زبور ۴۵ میں آیت ۶ اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے۔

یہ منادی بھی مسیح ہے کیونکہ اسی کو کہتا ہے کہ تجھے مسیح کیا پھر یسعیاہ نبی کا ۹باب آیت ۵ ہمارے لئے ایک فرزند تولد ہوتا اورہم کو ایك فرزند بخشا جاتا اورسلطنت اُس کے کاندھے پر ہے اوروہ اس نام سے کہلاتا ہے عجب مصلح

خدائے قادر اب ابدیت شاہ سلامت۔ پھر ذکریا کا ۱۳باب
آیت ۷ اے تلوارتو میرے چرواہے پر اُس انسان پر جومیرا
ہمتا ہے بیدار ہو رب الافواج فرماتا ہے۔پھر یہ ہے کہ مسیح
نے خود آپ کو خدا کہا ہے مکاشفات کا پہلا باب آیت ۱۱ میں
ہے میں الفا وامیگا اول وآخر ہوں۔ پھر یوحنا کا ۱۰باب آیت
۳۰ میں اورباپ ایک ہیں پھر یوحنا کا ۱۴باب آیت ۹ اورمتی کا
۱۶باب آیت ۱۵ سے ۱۷ تک پھر یوحنا کا ۵باب آیت ۱۷ سے
۲۳تک اورپھر زبور۲ تمام پڑھو کہ داؤد مسیح کو خدا کا بیٹا
کہتا ہے ۔ اب رہا یہ کہ لفظ ابن کس معنی سے استعمال
ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جیسے مسلمان لفظ سمع
وبصر وید وغیرہ کا استعمال خدا پر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
یہ سب متشابہات میں سے ہے۔ اسی طرح عیسائی بھی لفظ
ابن مسیح پر بولتے ہیں اوراسکے منعی نہیں جانتے کیونکہ
متشابہات میں سے ہے اورمتشابہات میں تاویل کرنی منع
ہے کہ مسیح کفارہ ہوا اس کے کیا معنی کہ گناہ توکوئی کرے
اورسزا کوئی پائے۔جواب یہ ہے کہ کفارہ کی اصل فضل اور
رحمت ہے کہ جسکے بغیر نجات نہیں ہوسکتی اوریہ فضل
کفارہ کے صورت نہیں پکڑتا ورنہ عدالت ٹوٹتی ہے۔ اس لئے

خداوند کریم نے گنہگاروں پر رحم فرما کریہ صورت مقرر فرما
دی ہے اورجب تک کہ یہ صورت وقوع میں نہ آئی تھی تب
تک بچھڑے یا بکرے وغیرہ کا کفارہ دنیا میں مقرر کیا تھا کیونکہ
اس سے حقیقی کفارہ کا وہ نمونہ تھا اورخدا نے انبیاؤں سے یہ
بھی ابتدا میں کہہ دیا تھا کہ آخر کومیں خود کفارہ ہونگا تب تم
نجات پاسکوگے کیونکہ تمہارے کام تو سب گندے اور
ناقابل ہیں چنانچہ موسیٰ کی کتاب استشناء کا ۳۲ باب آیت
۴۳ میں ہے خدا اپنی زمین اوراپنی قوم کا کفارہ ہوگا۔ پھر داؤد
کے ۸۵ زبورآیت ۲ میں ہے تونے اپنے لوگوں کے گناہ بخش
دئے تونے اُن کی سب خطائیں چھپا ڈالیں۔ پھر۱۹ زبورآیت ۱۴
خداوند میراچٹان اور میرا فدیہ دینے والا ہے۔ پھر یسعیاہ کا
۵۳باب آیت ۴ سے ۱۲تک۔ یقیناً اُس نے ہماری مشقتیں لے
لیں اورہمارے غموں کا بوجھ اٹھالیا اورہم نے اُس کی قدر
اتنی جانی کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اورستایا گیا ہے پر وہ ہمارے
گناہوں کیلئے گھائل کیا گیا اورہماری بدکاریوں کے لئے کچلا گیا
اورہماری سلامتی کےلئے اُس پر سیاست ہوئی اوراُس کے
ہمارے کھانے سے ہم نے شفا پائی ہم سب بھیڑوں کی مانند
بھٹک گئے ہم میں سے ہرایک اپنی راہ کو پھرا اورخداوند نے

ہم سبھوں کی بدکاری اُس پر لادی وہ مظلوم تھا اورغم زدہ توبھی اُس نے اپنا منہ نہ کھولا وہ جیسے برہ جسے ذبح کرنے لیجاتے ہیں اورجیسے بھیڑ اپنے بال کترنے والوں کے سامنے بے زبان ہے اُسی طرح وہ اپنا منہ کھولتا ایذا دے کہ اوراُس پر حکم کرکے وہ اسے لے گئے پر کون اُس کے دردمان کا بیان کریگا وہ زندوں کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا میری گناہوں کی خاطراُس پر مارپڑی اُسکی قبربھی شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی تھی پر اُس کی موت میں وہ دولتمندوں کے ساتھ ہوئی اُس نے کسی طرح کا ظلم نہ کیا اوراُس کے منہ میں ہرگز چھل نہ تھا لیکن خداوند کوپسند آیاکہ اُسے کچلے اُس نے اُسے غمگین کیا جب اُ سکی جان گناہ کیلئے گذرانی جائے تو وہ اپنی نسل کودیکھیگا اُس کی عمر درازہوگی اورخدا کی مرضی اُ سکے ہاتھ کے وسیلہ برآویگی وہ اپنی جان کے دردوں کا حاصل دیکھ کر سیر ہوگا اپنی معرفت سے میرا صادق بندہ بہتوں کو راستباز ٹھہرائیگا کیونکہ وہ اپنی بدکاریاں اپنے اُوپر اٹھالیگا اس لئے میں اُسے بزرگوں کے ساتھ ایک حصہ دونگا اوروہ لوٹ کا مال زور آوروں ساتھ بانٹ لیگا کہ اُس نے اپنی جان موت کےلئے سپرد کی اور وہ گنہگاروں کے درمیان شمارکیا گیا اوراُس نے بہتوں کے گناہ اٹھالئے اورگنہگاروں کی شفاعت کی۔ پھر دانیال کا ۹باب آیت ۲۶ میں کہتاہے کہ ستر[1] ہفتوں کے بعد مسیح کا قتل کیا جائےگا پر نہ اپنے لئے۔

الغرض کفارہ پر اعتراض کرنا واہیات اورموجب نادانی ہے وہ دواعتراض یعنی تثلیث والوہیت کا متشابہات میں سے ہیں اُن کے باب میں جس قدر انسان کیلئے سمجھنا چاہیے بیان کیا گیا سواء اُن کے اورکوئی تعلیم حضرت مسیح کے قابل اعتراض نہیں بلکہ موجب تحیر اورمن جانب اللہ ہونے کی حجت کامل ہے محمدی تعلیم کے موافق ناقص نہیں ہے فقط۔

---

[1] دانیال مسیح سے ۴۹۰ برس پیشتر دنیا میں تھا پس ایک ہفتہ برابر ہے سات برس کے اور ۷۰ + ۷ = ۴۹۰ برس کے۔

خاتمه

بعض خصوصیات انجیل مقدس میں ایسے پائی جاتی ہیں کہ اُس کے من جانب اللہ ہونے کی دلیل ٹھہرتی ہیں اور کسی مذہب کی کتاب میں وہ خصوصیا ت پائی جاتی چنانچہ ذیل میں درج کرتاہوں اور دلیل اُن کے ثبوت کی صرف اپنا تجربہ اور صدھا علماو فضلا کا تجربہ جو بلا تعصب طالب حق گذرے ہیں اوراب بھی موجود ہیں۔

پہلی خصوصیت۔جوجوحقائق ومعارف کی باتیں کہ بیدانیت اور تصرف سے نہایت دقت اور مشقت کے بعد حاصل ہوتی ہیں اورپھر بھی طبیعت انسانی میں کشادگی واطمینان پیدا نہیں کرتی وہ سب بلامشقت ودقت بہت سہولیت سے خدا کے سچ طالب کو انجیل مقدس سے حاصل ہوجاتی ہیں اوراُن پر بھروسا کرنیکے لئے انبیاء سابقین کی ایسی گواہی ملتی ہے کہ وہ عقائد انسان کو عین الیقین وحق الیقین کے مرتبہ میں پہنچا دیتے ہیں انجیل کے پڑھنے سے آدمی اپنی حالت اور خدا کے جلال وکمال کا منصب بقدر امکان اوراپنی نجات کا طریقہ حاصل کرسکتا ہے بشرطیکہ سچی طلب پیدا کرے یہ بات کسی کتاب میں نہیں قرآن میں بھی ہرگز نہیں پائی جاتی بلکہ اس کا خلاف وہاں سے حاصل ہوتا ہے۔

دوسری خصوصیت۔انجیل کا لکھنے والا ضرور عالم الغیب ہے کیونکہ ہر انسان کے دل کا بھید بیان کرتا ہے اورایسی تقریر کرتا ہے کہ روح مضطرب کوتسکین وتسلی پیداہوتی ہے اورنجاست باطن سے دل کو صاف کرکے صفائی حقیقی بخشتا ہے۔

تیسری خصوصیت ۔انجیل کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا یہ کلام ہے اُس کے دل میں دغابازی اور غرض نفسانی ذرا سی بھی نہیں ہے بالکل سچا اورپاک رحیم خدا ہے بخلاف قرآن کے اُس کی عبارت سے دھوکا دہی اورمتکلم کے دل کا کپٹ ظاہرہوتا ہے۔

چوتھی خصوصیت ۔انجیل بے تعصب انسان کے دل کو مبدل کردیتی ہے چنانچہ بڑے بڑے سرکش فاسق فاجر متکبر لوگ انجیل کے سبب حلیم رحیم مسکین نیک طینت ہوگئے ہیں اورآج تک ہوتے جاتے ہیں قرآن میں یہ بات نہیں ہے ہم نے تو بیس برس تک بڑے پیار سے سمجھ بوجھ کر

پڑھا پھر یہ بات نہ دیکھی اورکسی مسلمان میں یہ تبدیل دل دیکھنے میں نہ آیا بلکہ وہی نفسانیت اور غصہ اور تعصب اور وہی دل موجود رہتا ہے اگرچہ کیسا ہی کامل مسلمان ہو۔

پانچویں خصوصیت ۔ جو آدمی بلا تعصب محض طالب حق ہوکر انجیل وقرآن وغیرہ کو دیکھتا ہے فوراً انجیل پر ایمان لے آتا ہے قرآن کے ساتھ آج تک یہ معاملہ تجربہ میں نہ آیا اس لئے ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ بندہ نے محض دوستی اورخیر خواہی کی راہ سے یہ رسالہ لکھ دیا آپ بھی خدا کے خوف کےساتھ بلا تعصب اسکو پڑھیں اور انصاف کریں اس چند روزہ زندگی کے واسطے خداوند کو ناراض نہ کریں بلکہ حق وباطل میں تمیزکرکے راہ راست اختیارکریں اورشیطان کے دھوکھوں سے بچیں اورمیں تواس رسالہ کو دعا پر ختم کرتاہوں۔ اے خداوند کریم جہان کے پروردگار ہم گنہگار اورنادان ہیں تیری تلاش میں سرگرداں پھرتے ہیں تو جانتا ہے کہ ہمارے دل میں صرف تیرے ہی ملنے کی خواہش ہے تومہربانی کرکے اے رحیم خدا آپ ہمارا رہبر ہوجا اوراپنا سچا دین جس سے تو راضی ہے سب پرمنکشف کردے تاکہ سب آدمی عذاب ابدی سے نجات پائیں اورہمیشہ تیری ستائش کریں اورقیامت کے دن عدالت میں توہم سب راضی ہوآمین یا رب العالمین۔

تمام شد